جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے مشہور و معروف تاریخی ناول کا ترجمہ

عروس فرغانہ

حصہ دوم

مترجمہ جناب مولوی سید اظہار حسین صاحب اظہر بہاری اسسٹنٹ [illegible]

جسمیں

تاریخی حالات دولت عباسیہ کے زمانہ عروج کے واقعات مجوسیوں کی چالبازیاں
خلیفۂ اسلام المعتصم باللہ کے زرین کارنامے۔ دختر مرزبان [illegible] اور [illegible]
کے عشق و محبت کے افسانے بڑی خوبی کیساتھ بامحاورہ سلیس اردو زبان میں [illegible] ہیں۔

حسب الحکم

جناب قاضی نور محمد بن قاضی عبد الکریم صاحب تاجر کتب و مالک مطبع کریمی [illegible]

مطبع کریمی بمبئی میں چھپکر شایع ہوا

بار اول — تعداد [illegible]

چنانچہ اب پہلے سے زیادہ متوجہ ہوا زیادہ دیر تک غور و فکر کی نوبت نہیں آئی کہ مشکل حل ہو گئی اور وہ بیساختہ چلا کر کہہ اٹھا "حماد!"

افسر "ہاں کہیے" یہ شخص ضرغام کا دوست اور یاقوتہ کا عاشق زار حماد عربی تھا۔ حماد کو اس جگہ دیکھ کر ضرغام پہلے سے زیادہ متحیر ہو کر کہنے لگا۔

ضرغام "تم یہاں کیسے پہونچے؟"

حماد۔ ہمدان کے قریب مجھ سے اور آپ سے جو آخری ملاقات ہوئی اُسکے چند ہی روز کے بعد میں وہاں سے یہاں چلا آیا۔ آنے کی وجہ تو آپ کو معلوم ہی ہے۔ اِس مجوسی کی ملازمت میں آپ کے خداوند نعمت سے انتقام لینے کی امید میں داخل ہوا ہوں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ تلوار اسی مجوسی پر بلند ہوتی مگر یہاں معاملہ برعکس ہے"

ضرغام (اُمید آمیز مسکراہٹ کے ساتھ) "میرا آقا ظالم نہیں ہے۔ ہاں یہ بتاؤ جہاں کا بھی کچھ پتہ نشان معلوم ہوا۔ حماد! اسوقت میں تمکو ایک بہت بڑی خوشخبری سُنانے والا ہوں۔ امید ہے کہ تم بھی ایسی ہی خبر سناؤ گے"

حماد (حیران ہو کر) "کیسی خوشخبری! کیا یاقوتہ ملگئی۔ کہاں ہے؟"

ضرغام "ہاں ملگئی۔ سامرہ میں والدہ کے پاس بعزت و آبرو موجود ہے"

اس خبر کو سنکر حماد کو جو خوشی ہوئی اُسکا صحیح اندازہ امکان سے باہر ہے حماد جو ابھی تک بیٹھا ہوا تھا خوشی کے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا اور ٹہل ٹہل کر کہنے لگا

حماد "یا تو یہ آج کل آپ کے مکان مین ہی ؟ (پھر ضرغام کی پیشانی کا بوسہ لے کر) خیریت سے ہی نہ ؟ مین آپ کی نوازشون کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون مگر مجبور ہون کافی الفاظ نہین ملتے" یہ کہتے کہتے اسکا چہرہ متغیر ہوگیا ایسا معلوم ہوا کہ اسکو کوئی دل دکھانے والی بات یاد آگئی چنانچہ پھر کہنے لگا "آپنے تو میرا اتنا بڑا کام کیا مگر افسوس مجھ سے اسوقت تک کچھ نہ ہوسکا حالانکہ تفتیش حال اور چھان بین مین مینے بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا، کہیے آپکو کوئی خبر ملی؟"

ضرغام "کیا کہون۔ جبتک تقدیر سیدھی نہ ہو تدبیر کچھ کام نہین کرتی دنیا کی خود بھی خاک چھانی دوسرون سے بھی چھنوائی مگر عبث، بیکار بے سود جہان کی خبر نہ ملنے والی تھی نہ ملی تمام کوششین رائگان گئین تنتے میرے ساتھ بجائے دوستی کے دشمنی کی اگر اپنے سپاہیون کو منع نہ کرتے تو مجھے پوری امید تھی کہ وہ مجکو اس مخمصہ سے ضرور نجات دلا دیتے۔ اِس جنگ مین مین نام پیدا کرنے۔ یا کسبِ مال کے ارادہ سے نہین آیا ہون بلکہ اس بے لطف زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوٹنے اور نجاتِ ابدی حاصل کرنے کی غرض سے آیا ہون۔

حماد (تسکین آمیز الفاظ مین) "آپ بہادرون کے سرتاج شجاعون کے مایۂ ناز ہین۔ اِن معمولی معمولی باتون مین مایوس ہونا آپ کی شان کے خلاف ہی۔ میرا دل کہتا ہی انشاء اللہ آپ اپنے مقاصد مین ضرور کامیاب ہونگے آپ کا محبوب بہت جلد آپ سے ملنے والا ہی اگرچہ آپ محال تصور کرتے ہین اگر آپ نے ذرا بھی غور کیا

ہوتا تو خود میرے معاملات ہی آپ کی مایوسیون کے دور کرنے کے لیے کافی تھے۔ دیکھیے مین نے وطن، اہل وطن، دوست، احباب، اپنے پرائے، عزیز اقربا اور یار آشنا غرض سبھی کو تو چھوڑ دیا تھا یہ سب مین نے کیون کیا صرف یاقوتہ کے حصول سے مایوس ہوکر۔ لیکن اسوقت آپ نے خود کہا کہ وہ صحیح و سالم عزت و آبرو سے آپ کے قصر مین آپکی والدہ کی خدمت مین موجود ہی دیکھا جس بات کی مطلق اُمید نہ تھی اُمید کیسی وہم تک نہ تھا خدا نے وہ کر دکھایا۔ کیون نہ ہو وہ قادر مطلق ہی اسمین ہر طرح کی قدرتین ہین۔ موت کی تمنا مین مین نے بھی بڑے بڑے خطرات کا مقابلہ کیا ہی مگر یہ ضرور کہونگا کہ پھر بھی مین نے صبر سے کام لیا میرے خیال مین صبر سے زیادہ بہتر تسکین کا کوئی دوسرا نسخہ نہین ہے صبر سے کام لیجیے اس وقت خدا آپکے ساتھ ہوگا۔"

ضرغام اپنی دُھن مین محو، اپنے پُرانے خیالات مین مستغرق چپ سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا تقریر کو ختم کرکے حماد نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا اور کپڑون کی خون آلودگی کو پاک کرنے لگا اب ضرغام کو ہوش آیا اور وہ نظر اُٹھا کر حماد کی طرف دیکھنے لگا۔

حماد۔ "یاقوتہ کو دیکھکر بھی آپ کو تسکین نہین ہوتی تھی؟"

ضرغام۔ "(جہان اور یاقوتہ کی مشابہت کو یاد کرکے) ہان دیکھنے کا اکثر اتفاق ہوا لیکن اسکو دیکھکر بجائے اسکے کہ شعلہ محبت بجھتا اور بھڑک اُٹھتا تھا۔ یاقوتہ جہان سے

صورت شکل، لب و لہجہ، رفتار گفتار مین اتنی مشابہ ہی کہ اسکو دیکھکر مجکو جہان یاد آجاتی تھی۔

حماد (تعجب کرکے) "مگر میری حالت اسکے بالکل خلاف ہی مین جب کبھی یاقوتہ کی ہمشکل عورت کو دیکھتا ہون مجکو ایک گونہ تسکین ہوجاتی ہی۔ اگرچہ اُس عورت تک رسائی ممکن نہین ہے تاہم کبھی کبھی دور ہی سے دیکھکر کچھ تو ضرور تسکین ہوجاتی ہے۔ وہ عورت ایسی نہین ہے کیا بتاؤن یاقوتہ سے کتنی مشابہ ہی۔ گو عزت و مرتبہ مین اسوقت شہر کی تمام عورتون مین امتیازی حیثیت رکھتی ہی لیکن کسی سے پردہ نہین کرتی۔ نہایت آزادی کے ساتھ باہر نکلا کرتی ہی۔ جب کبھی مجکو اُسکے دیکھنے کا اتفاق ہوا بس یہی جی چاہتا تھا کہ ہر وقت دیکھا ہی کرون۔ اسکو دیکھکر میرے دل کو ویسی ہی راحت محسوس ہوتی ہی جیسی کسی پیاسے کو ٹھنڈے اور خوشگوار پانی کو پی کر ہوتی ہوگی۔

وردان ان تمام باتون کو نہایت توجہ سے سُن رہا تھا لیکن اپنی طرف سے کچھ پوچھنا خلاف تہذیب سمجھ کر چُپ تھا۔ جسوقت حماد نے یاقوتہ کی ہمشکل عورت کا ذکر کیا اسنے چاہا کہ اس عورت کے بارہ مین کچھ مزید حالات دریافت کرے لیکن خود ضرغام کو سوال کرتا دیکھکر اپنے ارادہ سے باز رہا۔

ضرغام "اس عورت کو تمنے کہان دیکھا۔ وہ رہتی کہان ہی؟"

حماد "اسی شہر مین بلکہ خود بابک کے قصر مین۔ میرے خیال مین تم لوگون کو

اس عورت کی بھی جسنے بابک کی کمک کا بیڑا اٹھایا ہو ضرور خبر ہوگی ۔ یہ وہی عورت ہو
کیا کہون غضب کی تیز طبع عورت ہو سچ تو یہ ہو کہ بابک کو اسنے بابک بنا دیا۔
وردان۔ "میرے گمان مین آپ جلنار کا تذکرہ کر رہے ہین"
حماد۔ "ہان ہان اسی کا ذکر ہے۔ میری سمجھ مین نہین آتا عجب طرح کے دھوکہ مین
ڈال دینے والی مشابہت ہو جب پہلی مرتبہ مین نے اسکو دیکھا ہو یقین مانو مین یہ
سمجھا کہ خود یاقوتہ سامنے کھڑی ہوئی ہو۔ وہ رہتی تو قصر النسا (زنانہ محل) مین ہے
لیکن کبھی کبھی بابک کے قصر مین بھی آتی ہو اور اکثر گھوڑے پر سوار ہوکر ہوا خوری
کو بھی نکلتی ہو۔ حق تو یہ ہو کہ ایسی صاحب جمال بدر مثال عورت مین نے مدت العمر
نہین دیکھی"
اسوقت ضرغام چپ سر جھکائے یہ تمام باتین سن رہا تھا اور دل ہی دل مین کہہ رہا
تھا کہ شاید یہ عورت جلنار ہی نہ ہو"
ضرغام (حماد کی طرف مخاطب ہوکر) "یہ جلنار نامی عورت کہان کی رہنے والی ہے
اور بابک کے پاس کیونکر آئی ؟"
حماد۔ "جس طرح سب عورتین لائی گئین یہ بھی اسی طرح آئی۔ خیر جو کچھ ہو عورت ہو
بڑی زبردست شخصیت کی۔ بابک سے ملاقات کیا ہوئی کہ اسکی ساری باتین کایا پلٹ
ہوگئین۔ دوسری بیگمات کی حالت یہ ہو کہ بابک کو دیکھکر سجدہ مین جھک جاتی ہین
اور یہ اسکے ساتھ ساتھ پہلو بہ پہلو ادھم گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کا معائنہ کرتی ہو۔

لشکر کو قواعد کراتی ہے۔ رسالون کی ترتیب، دستون کی صف بندیون مین مصروف رہتی ہے۔ بابک کا تو صرف نام ہی نام ہے حقیقت مین سیاہ و سفید کی مالک یہی ہے۔

ادہم گھوڑے کا لفظ سنکر ضرغام کے دل پر ایک چوٹ لگی قریب تھا کہ بدن مین رعشہ پڑ جائے لیکن بہزار دقت دل کو سنبھال کر اُٹھ کھڑا ہوا اور بے چین ہو کر کہنے لگا۔

ضرغام "فرس ادہم..... جہان..... جہان..... کہان ہے حماد! خدا کے واسطے جلد بتاؤ جہان کہان ہے"

حماد (اسکے اشتیاق و بیچینی پر متحیر ہو کر) آپ کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ جہان ہے اسکا نام تو جلنار ہے۔

ضرغام "تمھاری باتون سے مجکو یقین ہو گیا کہ جسکو تم جلنار کہتے ہو جلنار نہین بلکہ حقیقت مین وہ جہان ہے۔ ابھی تمنے یاقوتہ کی مشابہت کا تذکرہ کیا مین یاقوتہ اور جہان دونون کو دیکھ چکا ہون۔ دونون کے ساتھ ایک مکان مین رہ چکا ہون تمنے یہ بھی کہا کہ وہ کہین دور سے لائی گئی ہے۔

یہ تمام باتین اسی کے حال کے مطابق ہین پھر مین کیونکر نہ یقین کرون۔ رہگیا تبدیل نام کا خیال پس یہ محل عجب نہین۔ میرے قدیم جاننے والے مجکو ضرغام کے نام سے جانتے پہچانتے ہین حالانکہ سامرہ مین ہر کس و ناکس، ہر چھوٹے بڑے مجکو "صاحب" کے نام سے جانتے ہین۔ جسکو تم جلنار کہتے ہو یقیناً وہ جہان ہی ہے

اسمین شک کی کوئی وجہ نہین - اچھا یہ تو بتاؤ وہ رہتی کہان ہے اور اس وقت
کہان ہوگی ؟"

حماد "میرے خیال مین زنانہ محل مین ہوگی کیونکہ وہ وہین رہتی ہی کبھی ایسی ہی
ضرورت ہوئی تو قصر بابک مین بھی آجایا کرتی ہے"

یہ سنکر ضرغام نے جسکی مایوسیان امیدون سے بدل چکی تھین ایک ٹھنڈھی
سانس لی اور اس پارہ پارہ خون آلود لباس پر جو اسکے جسم مین تھا حسرت آمیز
نگاہین ڈالکر اُٹھنا ہی چاہتا تھا کہ حماد نے ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور کہنے لگا۔

حماد۔ (مطلب سمجھکر) "پہلے ان کپڑون کو اُتار کر خرمیون کا لباس تو پہن لیجیے اسکے بعد
چلنے کا ارادہ کیجیے تاکہ کسی کو شبہہ کا موقع تو نہ ملے - اور ہان وردان کو بھی بھیس
بدل لینا چاہیے - چلنے کے متعلق میری راے یہ ہی کہ صبح پر موقوف رکھا جاے"

ضرغام (بات کاٹکر) "چلنا صبح پر موقوف رہے - نہین یہ نہین ہوسکتا صبح تک
کون صبر کریگا اور بالفرض محال اگر صبر کرون بھی تو کیا ایک میرے لیے فوج اسلام
بھی صبر کریگی - حالانکہ تم جانتے ہو کہ لشکر اسلام نے شہر کا ہر چہار طرف سے محاصرہ
کرلیا ہی - یقیناً شہر بذ پر آج شب کو اُنکا قبضہ ہو جائیگا - ان تمام واقعات کی تمکو
خبر نہین تعجب ہی"

حماد "تعجب نہ فرمائیے - افواج خرمیہ کے سردارون مین ایک سردار مین بھی ہون
آج کی رات بابک نے اس پھاٹک کی محافظت کی سخت تاکید کی تھی کیونکہ مخبرون سے

اسکو اسی طرف سے حملہ کیے جانے کی خبر مل چکی تھی یہی وجہ تھی کہ آج شام ہی سے مین نے اپنے سپاہی بٹھار کھے تھے۔ چنانچہ جو کچھ گذرنے والا تھا گذر چکا۔ آئیے پہلے کپڑے تو بدل لیجیے"

حماد دوردان کی طرف خطاب کرکے اور اسکو کسی خیال مین غرق پاکر "کیا تم بھی ہمین لوگون کی طرح بدقسمت ہو۔ تمپر کس قسم کی مصیبت پڑی ہی؟"

وردان (آہ سرد بھر کر) "ہان مین بھی بدقسمت ہی ہون۔ قصر النسا مین پہونچکر کُل واقعات آپ کو خود بخود معلوم ہو جائین گے۔ چلنے کے بارے مین جو خیال میرے آقا کا ہی وہی میرا ہے۔ اس کام کو صبح پر اُٹھا رکھنا میرے نزدیک قرین مصلحت نہین معلوم ہوتا۔ اب حماد نے بھی اس راے سے اتفاق کیا اور حماد اپنے سپاہیون کو صدر دروازہ کی نگہبانی کے متعلق ضروری تاکید کرتا ہوا ضرغام اور وردان کو جو کپڑے بدل کر تیار ہو چکے تھے ساتھ لیکر قصر النسا کی طرف روانہ ہوا۔ ضرغام اور وردان کو حماد کے ساتھ جاتے دیکھکر سپاہیون نے یہ سمجھا کہ یہ بھی مثل ان قیدیون کے جو اس شب کو گرفتار کیے گئے تھے جیل خانہ کو جا رہے ہونگے۔

حماد جب بُرجی سے اُتر کر شہر کی طرف بڑھا روشنی اتنی کثرت سے دکھائی دی گویا چراغان ہو رہا تھا۔ جب وسطِ شہر مین پہونچا دیکھا کھلبلی مچی ہوئی ہی، جسکو دیکھو پریشان، جسپر نظر کرو حیران ہی۔ صورتون سے

ہراس ٹپک رہا ہے۔ جانون کے لالے پڑے ہوئے ہین۔ ہر کس و ناکس، چھوٹے بڑے، امیر و فقیر، جوان و پیر زیست سے نا امید زندگی سے مایوس ہو رہا ہے شہر کا یہ رنگ دیکھکر پہلے اسنے اپنے سپاہیون کو آواز دی جب کسی نے کچھ جواب نہ دیا تو خادم کو پکار کر قریب بلایا اور یون پوچھنے لگا:

حماد "یہ لوگ کہان ہین؟"

خادم "شاید آپ نے طبل جنگ کی آواز نہین سنی"

حماد "نہین مین نے تو نہین سنی" وہ اسوقت دوسری دھن مین محو تھا

خادم "شب کے وقت مسلمانون کی ایک بہت بڑی جماعت نے شرقی دروازہ پر حملہ کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انکا کمانڈر بھی انکے ساتھ ہے اسلیے ادھر بھی طبل جنگ کے بجائے جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جنگ کی تیاریان ہو رہی ہین اپنی ساری فوج متفقہ قوت سے شرقی دروازے کے حملون کے روکنے کی کوشش کر رہی ہے"

حماد "خود افشین ساتھ ہے"

خادم "اس سے زیادہ مین نہین عرض کر سکتا"

یہ سنکر ضرغام اور وردان دونون افشین کے لشکرگاہ کی طرف دیکھنے لگے اور حسب قرار داد مثلث کی صورت مین روشنی دیکھکر دونون کو خادم کی سچائی کا یقین ہو گیا۔

کوئی دوسرا خیال نہ تھا۔ چنانچہ جلد جلد گھوڑے بڑھاتے ہوئے جب یہ لوگ قصر النسا
کے قریب پہونچے دیکھا کہ کچھ مسلمان سپاہی لوٹ کا مال لیے ہوئے قصر کے اندر سے باہر
نکلے آ رہے ہین۔ سپاہیون کو اندر سے باہر آتا دیکھکر ضرغام کو خیال ہوا کہ کہین ایسا نہو
کہ اسکے پہونچنے سے پہلے ہی جہان قید کر لیگئی ہو چنانچہ یہی سوچتا ہوا حماد کے ساتھ
قصر کے اندر پہونچا۔

حماد (ضرغام سے) "آپ یہین ٹھہریے اور وردان تم بھی یہین رہو مین ابھی خبر لاتا ہون"
یہ کہتا ہوا ایک کمرہ کی طرف بڑھا۔ کمرہ اندر سے بند تھا چنانچہ کئی مرتبہ کنڈی کھٹکھٹائی
لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ جب دروازہ کے کھلنے سے مایوس ہوا کیونکہ سکوت پر
سمجھ گیا تھا کہ اندر والیون کو اسیر بھی دشمن کا دھوکا ہوا اس لیے باہر سے انھین کی زبان مین
کچھ باتین کرنے لگا۔ چند منٹ کے بعد دروازہ کھلا اور ایک مسن عورت نے کانپتی
ہوئی آواز مین اُسکو اندر بلا لیا۔

حماد "خالہ کیا ہوا؟"

ضعیفہ "مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیا تمکو نہین معلوم۔ شہر پر مسلمانون نے قبضہ کر لیا۔ مجکو
تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہر اسی قصر کے لیے فتح کیا گیا شہر مین آتے دیر نہین لگی اور
سب کے سب تمام مکانات کو چھوڑ کر اسی محل پر ٹوٹ پڑے۔ جہانتک بن پڑا مال و
اسباب لوٹا، عورتون کو اسیر کیا جب ہر طرح مطلب حاصل ہو چکا چلتے نظر آئے۔
اگر مین یہان پناہ نہ لیتی یا اگر مین بھی جوان و حسین ہوتی تو آج مین بھی اسیر ہو چکی ہوتی

مگر بڑی خیریت ہوئی ساری بلائین صرف زیورات ہی کے سر گئین مین بال بال بچ گئی۔

عورتون کی اسیری کی خبر سنکر ضرغام کے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے ساری امیدون پر پانی پھر گیا۔ دل پر چوٹ لگی چہرہ پر مایوسی برسنے لگی اس وحشت اثر خبر نے ضرغام اور وردان دونون پر یکسان اثر کیا تھا لیکن فرق یہ تھا کہ ضرغام کے ہاتھون سے عنان صبر چھوٹ چکی تھی اور وردان ضبط سے کام لے رہا تھا۔ حماد جو دونون کے متغیر چہرون کو بار بار دیکھ رہا تھا بھانپ گیا کہ اس تغیر کا سبب کیا ہو۔

حماد (قہرمانہ سے) "کل بیگمات کو اسیر کرلے گئے یا کچھ رہ بھی گئی ہین؟"

ضعیفہ "سب کو قید کرلے گئے"

حماد "کیا جلنار بھی اسیر ہوگئی"

ضعیفہ "نہین جلنار انکو ملی ہی نہین"

حماد "تو وہ کہان ہے"

اس وقت ضعیفہ ہچکچاتی ہوئی اپنی رفیقہ عورت کی طرف دیکھنے لگی۔

حماد "ڈرئیے نہین یہان کوئی غیر نہین ہے"

ضعیفہ "مخدومہ جلنار اور انکی سکھی جو رومی عورت ہی چند روز ہوئے کسی ضرورت سے بابک کے پاس گئی ہوئی تھین"

وردان (بات کاٹ کر) "خالہ! اس رومی عورت کا نام کیا ہو آپ بتا سکتی ہین"

ضعیفہ "مین اس قصر کی قہرمانہ ہون۔ کونسی بات ایسی ہو جس کو مین نہین جانتی۔

جتنی عورتین اس قصر مین آئین اور جس جس طرح آئین ایک ایک کر کے مجکو یاد ہے۔ مثال کے لیے ایک جلنار ہی کو لو۔ شہر مین کوئی بھی ایسا نہین ہے جو جلنار کے حالات سے واقفیت رکھتا ہو لیکن مین اسکو بھی جانتی ہون جلنار فرغانہ کی رہنے والی مرزبان کی بیٹی ہے یہان آنے پر اسکا نام جلنا رکھا گیا تھا۔ جلنار اور اس رومی عورت سے بیحد بننے لگی تھی۔ دونون کا مذاق طبیعت ایسا مل گیا تھا کہ ایک کو دوسرے کی جدائی شاق تھی۔ بابک کے پاس بھی دونون ساتھ ہی گئی تھین۔ ان تفصیلی واقعات کے سُننے کے بعد جہان کے متعلق تو شک کی کوئی وجہ نہین رہ گئی تھی لیکن چونکہ ابھی تک اس رومی عورت کا نام معلوم نہین ہوا تھا اسلیے وردان کا مطلب حل نہین ہوا تھا۔ چنانچہ کہنے لگا۔

وردان "آپ نے اُس رومی عورت کا نام نہ بتایا۔ کیا یہان آکر اُس کا نام بھی بدل دیا گیا تھا"

ضعیفہ "نہین اُسکا نام ہیلانہ تھا۔ ہیلانہ آرمینیا کے ایک بطریق کی بیوی تھی"

یہ سُنکر اب وردان کے ہاتھون سے بھی عنانِ صبر چھوٹ گئی ہزار ضبط کرنا چاہا مگر ضبط نہ ہو سکا بیساختہ مُنھ سے نکل ہی گیا ہیلانہ ۔۔۔۔ یہی تو میری بیوی ہے"

ضرغام جو ابھی تک وردان کے متعلق شش و پنج مین تھا ان باتون کو سنکر سمجھ گیا وردان درحقیقت وردان نہ تھا بلکہ آرمینیا کا ایک معزز بطریق تھا۔ جسکی زوجہ کو بابک نے بجبر چھین لیا تھا۔ اس کو بابک کی اس ناشایستہ حرکت پر حیرت نہ تھی

تعجب اسپر تھا کہ وردان نے واقعات کو صیغۂ راز مین رکھکر اپنے تئین خادم کیون ظاہر کیا؟"

ضرغام (محبت اور عتاب کی نگاہون سے دیکھتا ہوا) "وردان! آج تک تمنے خوب دھوکہ مین رکھا۔ مگر مین نے تو جسوقت تمکو پہلی مرتبہ دیکھا ہی سمجھ لیا تھا کہ اگرچہ تم ظاہر نہین کرنا چاہتے مگر تمھارا تعلق ضرور کسی معزز خاندان سے ہی"

وردان "اسمین شک نہین واقعات کو مین نے آپ سے ضرور چھپایا مگر کسی اور خیال سے نہین بلکہ اسوقت انکا صیغۂ راز ہی مین رکھنا مصلحت تھا اس ظالم کے ہاتھون مجکو وہ سخت صدمہ پہونچا جسکو مین مدت العمر نہین بھول سکتا۔ آپ کی خدمت مین جو مین داخل ہوا تو صرف اسی بابک سے انتقام لینے کی امید مین خدا کرے ملعون گرفتار ہو کر اپنی بداعمالیون کی سزا کو بھگت چکا ہو۔

حماد "اگر مفرور نہین ہوا تو یقیناً گرفتار ہوا ہی۔ کیونکہ شہر پر مسلمانون نے قبضہ کر لیا ہے۔ باقی ہی کیا رہگیا ہے"

حماد (قہرمانہ سے) "خالہ! جلنار اور ہیلانہ جس طرف گئی ہین وہ بھی آپ بتا سکتی ہین؟"

قہرمانہ "میرا خیال ہی نہین بلکہ مجکو یقین ہے کہ مسلمان فاتحین کے خوف سے دونون بلاد روم کی طرف بھاگ گئی ہین۔ بلاد روم کی طرف جانے کی راے جلنار نے پیش کی تھی اور ہیلانہ نے اس راے سے اتفاق ظاہر کیا تھا۔ چونکہ ہیلانہ رومی الاصل تھی

اور رومی زبان اچھی طرح جانتی تھی اسلیے وہ بھی ساتھ گئی ہے۔"

حماد "اور آقائے نعمت کہان ہین۔ کیا مسلمانون نے انکو بھی قید کر لیا۔"

ضعیفہ "نہین قید نہین کیے گئے مگر شہر مین بھی نہین ہین۔"

حماد "تو پھر کہان ہین۔"

ضعیفہ "ڈر سے نہین۔"

حماد "شہر پر مسلمانون کا تسلط ہو چکا۔ بجز فاتحین کے اب یہان کوئی دوسرا آدمی نہین ہے۔"

ضعیفہ "پہلے تو وہ مسلمانون کا مقابلہ کرتے رہے لیکن ہر طرح تھک کر کامیابی کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکے تو میرے پاس آئے اور زادراہ کے علاوہ جن جن عورتون کو جی چاہا ساتھ لے کر چلے گئے۔ میرے خیال مین آرمینیا کی طرف گئے ہین۔"

ان تمام باتون کے معلوم کرنے کے بعد حماد ضرغام کے منشاء کو دریافت کرنے کے خیال سے اسکی طرف دیکھنے لگا۔ ضرغام نے اشارہ کیا کہ اب چلنا چاہیے چنانچہ سب کے سب وہان سے اپنی منزل کی طرف پلٹے قیام گاہ تک پہونچتے پہونچتے صبح ہو گئی جاتے وقت شہر کا کچھ اور منظر تھا اور واپسی مین کچھ ہی سین تھا۔ جاتے وقت شہر آباد تھا۔ واپسی مین ویران۔ جاتے وقت شہر مین انسان کی آواز سنائی دیتی تھی۔ واپسی مین الّو بول رہا تھا۔ جاتے وقت مکانات، قصور، عمارتین کھڑی ہوئی تھین۔ واپسی مین مسمار زمین سے ملی ہوئی، جاتے وقت،

چراغون، شمعون، مشعلون کی روشنی تھی آتے وقت ایک عالمگیر آگ کی روشنی تھی جو شہر کے
اس سرے سے اُس سرے تک احاطہ کیے ہوئے تھی۔ جاتے وقت شہر والون سے مُلاقات
ہوئی اور آتے وقت مسلمان سپاہیون سے جو لوٹ پاٹ مین مصروف تھے۔ شہر کو
فتح کر کے افشین نے ایسا تباہ کیا کہ دشمن تو دشمن تھے دوستون کے لیے پناہ کی کوئی جگہ
نہ رہ گئی تھی“

ضرغام ”منزل پر پہونچکر“ بطریق وردان! کہو اب کیا کیا جائے۔ تہرمانہ کی زبان سے
تمام باتین سُن چکے کہ ہیلانہ اور جہان بلاد روم کو سدھارین ملک روم کی سمت ظاہر اگر کسی خاص شہر کا
پتہ نشان ملا ہوتا تو جستجو مین نکلتے بھی مگر جبکہ کوئی پتہ ہی نہین معلوم تو جائینگے کہان
اور جا کر کس سے دریافت کرینگے کہان دریافت کرینگے“

وردان ”بطریق کے لفظ پر ہنسکر“ اس لقب کی ضرورت نہین ہے میرے لیے ضرغام
کا دوست ہی ہونا کافی ہے۔ رہین جہان و ہیلانہ تو انکے بارے مین آپ کو تردد
کرنے کی ضرورت نہین مجکو اجازت دیجیے تاکہ مین اب ایک مرتبہ کام کو انجام ہی
دے کر آپ سے ملون“

حماد ”اس کام کو انجام دینے کا میرے سوا کسی کو حق نہین ہے۔ میرے معزز مہربان
ضرغام نے مجھپر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ انھون نے میری معشوقہ میری منگیتر کو
دشمنون کے پنجون سے چھڑایا۔ اعزاز و اکرام، عزت و آبرو سے اپنے مکان مین رکھا
کیا یہ احسانات ایسے ہین جنکو مین بھول جاؤن۔ ان احسانات کو اگر مین نظر انداز کر جاؤن

تو دنیا مین مجھ سے زیادہ احسان فراموش اور کون ہوگا۔ لہذا مین دونون صاحبون سے اجازت خواہ ہون انشاء اللہ بہت جلد کامیاب واپس ہونگا۔"

ضرغام "یہ بھی کوئی انصاف ہی۔ جبتک پتہ معلوم نہ تھا نہ تھا اب جبکہ تمام باتین تمکو معلوم ہوچکین۔ تم سُن چکے کہ یاقوتہ سامرہ مین میرے مکانین موجود ہی اور تمھاری ید کی حد درجہ مشتاق ہے۔ تمھارا سامرہ کے علاوہ کہین دوسری طرف جانا کیا معنی۔ تمکو الگ ملنے کا اشتیاق اُسکو الگ اشتیاق۔ مین تمکو سامرہ کے سوا کہین اور جانے دون یہ کیونکر ممکن ہے اور وہ بھی ایسی حالت مین کہ مین اس سے وعدہ کر آیا ہون"

حماد "کچھ بھی ہو۔ یہ باتین مجکو کہین جانے سے روک نہین سکتین۔ جبتک مین آپ اور آپ کے دوست کی بیوی کا پتہ نہ لگالون یاقوتہ کی صورت نہین دیکھ سکتا۔ آپ کے ارمنی دوست سے مل کر مجکو سچی خوشی حاصل ہوئی۔ رہی یاقوتہ پس آپ سامرہ جا ہی رہے ہین۔ اس سے تمام واقعات بیان کردیجیے گا اور میری مُلاقات کی خوشخبری بھی سُنا دیجیے گا۔" اس درمیان مین وردان نے قطع کلام کرکے یاقوتہ اور ضرغام کے متعلق تمام واقعات یعنی معتصم کا ضرغام کو یاقوتہ سے شادی کرنے کا حکم دینا، ضرغام کا یاقوتہ کو اپنے مکان مین رکھنا اور عقد نہ کرنا معتصم کا یہ سمجھنا کہ ضرغام نے اس سے عقد کرلیا۔ غرض کُل حالات ابتدا سے انتہا تک کہہ سُنائے۔"

حماد۔ (جوش مین) "ان واقعات نے تو بار احسان کو اور بڑھا دیا۔ کیا ان تمام واقعات کو سُنکر بھی اپنے محسن کی معشوقہ کی تلاش مین نہ جاؤن؟ ایسا کبھی نہین ہوسکتا۔"

وردان "مین آپ کو جانے سے نہین روکتا لیکن تنہا نہ جائیے۔ مین بھی ساتھ چلتا ہون
مین اس اطراف کے شہرون اور زبانون سے واقف ہون۔ میرے ساتھ رہنے سے آپکو
بہت بڑی مدد ملیگی"

حماد "مجکو تمہارے ساتھ رہنے کی ضرورت نہین۔ اچھا خدا حافظ و ناصر" یہ کہا اور
ایک طرف کو روانہ ہوگیا"

ضرغام "وردان! ان واقعات کو واقعات نہ سمجھو بلکہ یہ خیال کرو کہ مین خواب
دیکھ رہا ہون۔ آج اور کل مین وہی فرق ہی جو امید و یاس مین ہوتا ہی لیکن...."

وردان (آہ سرد بھرکر) "مگر مین یہ خیال کرتا ہون کہ گویا آج جہنم سے نکل کر بہشت
مین پہونچ گیا۔ کیونکہ مجکو اپنی زوجہ کی جُدائی کا بہت بڑا صدمہ تھا۔ اس ظالم کی
جسارت کو تو ملاحظہ فرمائیے۔ پہلے اسنے میرے پاس پیام بھیجا تھا کہ اپنی بیوی کو میری
زوجیت مین دیدے۔ جب مین نے انکار کردیا تو حرامزادہ نے ایک روز میری
عدم موجودگی مین مکان سے بجبر پکڑوا منگوایا۔ خدا اس فاسق مجوسی پر لعنت کرے۔
افسوس اگر مین پاجاتا تو بس خون ہی پی لیتا" یہ کہکر طیش مین آکر دانت پیسنے لگا۔

ضرغام "کہین ایسا نہ ہو کہ دونون افشین کے ہاتھ آگئی ہون اور ہم لوگون کو خبر نہو
اچھا آؤ اب لشکرگاہ کو چلین۔

باب ۵۸
بابک کی گرفتاری

اس یورش مین افشین نے نہایت ہوشیاری سے کام لیا تھا۔ جب شہر فتح ہو چکا۔ خرمی ایک ایک گھر کے مار ڈالے جا چکے بابک کے اہل و عیال،، اولادین قید کر لی گئین۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن جہان اور سہیلانہ کا نشان قدم تک نہ ملا کیونکہ جنگ کے نتیجہ پر نظر کر کے یہ دونون خاتونین پہلے ہی سے مفرور ہو چکی تھین افشین کو جب شہر کی تباہی اور آتشزدگی، بابک کے فرار کا یقین ہو گیا اسنے فوج کو واپسی کا حکم دیا۔ جہان کے ہاتھ نہ آنے کا خیال اسکے لیے سوہانِ روح ہو رہا تھا۔ لیکن چونکہ پتہ معلوم نہ تھا اسلیے باوجودیکہ اسکو جہان کا بابک کے ساتھ مفرور ہونے کا یقین ہو چکا تھا مگر تاہم سامان کے بیانات کے متعلق اسکے دل مین شکوک پیدا ہو چلے تھے۔

قیدیون کی تعداد اتنی کثیر تھی کہ شمار کرنا دشوار تھا۔ انمین اکثر شرفا کی اولادین بھی تھین۔ ان قیدیون مین صرف خرمی ہی نہ تھے بلکہ عرب ایرانی اور دیگر دیہاتی بھی شامل تھے۔ روز الروز ہو تکر افشین نے قیدیون کی حاضری کا حکم دیا۔ جو قیدی سامنے لایا جاتا افشین اُسنے اُنکے عزیزون رشتہ دارون کے نام نشان دریافت کرتا اور خطوط لکھکر اُنکو بلواتا، اور تصدیق کے بعد گواہ شاہد لے کر ان عورتون، بچون، یا لونڈیون کو اُنکے ورثاد کے حوالہ کرتا غرض اس طرح ایک کثیر تعداد

چنانچہ وردان فوراً اندر آیا اور سلام کرکے ایک طرف کھڑا ہوگیا۔

افشین "وردان! آرمینیا کی راہون سے واقف ہو؟"

وردان "حضور ہان۔ کسی قدر تو ضرور واقف ہون"

افشین "تمھارا کیا خیال ہی بابک کہان چھپا ہوگا"

وردان "میرے خیال مین کسی شہر مین تو وہ ہرگز پناہ گزین نہوگا کیونکہ آرمینیا والے اُس سے جلے ہوے ہین موقع پائین تو خون تک چوس لینے مین دریغ نہ کرین۔ جہانتک مین سمجھتا ہون کسی غار یا وادی مین چھپا ہوگا۔ سب سے زیادہ مشہور وادی غیضہ ہی۔ یہ وادی آرمینیا اور آذربیجان کے وسط مین واقع ہی اور اتنی گُنجان، دشوار گذار ہی کہ گھوڑے تک مشکل سے اندر داخل ہو سکتے ہین۔ عجب نہین کہ درختون کی کثرت اور گنجان ہونے کی وجہ سے وہین پناہ لی ہو وردان کی تقریر سے افشین کو بہت سی مفید مطلب باتین معلوم ہوئین چنانچہ فوراً حکم دیا کہ غیضہ کی طرف جاسوس روانہ فرمائین چند روز کے بعد جاسوس واپس ہوے اور بابک کے وہان پناہ گزین ہونے کی نسبت اپنا یقین ظاہر کیا۔ جاسوسون کو آرمینیا کی طرف بھیجکر افشین نے معتصم کو فتح بذ کی خوشخبری لکھی۔ اور بابک کے لیے امان طلب کی۔ امان حاصل کرکے اسنے ایک روز بابک کے اُن اصحاب کو جنکو پناہ دی تھی سامنے بلایا اور سارا واقعہ بیان کرکے یہ حکم دیا کہ تم لوگ بابک کے پاس جاؤ اور جس طرح بن پڑے اسکو راضی کرکے یہان میرے پاس لاؤ۔

افشین نے جن لوگون کو پناہ دی تھی انمین بابک کا لڑکا بھی تھا۔ افشین کے حکم کو سنا تو سب نے لیکن بابک کی درشت مزاجیون کے مناظر انکی آنکھون کے سامنے تھے اسلیے کسی کو پیش قدمی کرنے کی جرأت نہین ہوتی تھی۔ ان لوگون کو بغلین جھانکتے دیکھکر افشین نے ان کو اطمینان دلانا چاہا اور یہ کہا کہ بابک بجائے ناخوش ہونے کے حصول سند امان کی خبر پاکر خوش ہوگا۔ لیکن ادھر سے بالاتفاق یہ جواب دیا گیا کہ بابک کو وہ اس سے بہتر جانتے تھے۔ مگر مختصر یہ کہ بڑی ردو قدح کے بعد دو شخص اس شرط پر کہ اگر وہ مارے جائین تو اسکو انکے عیال کی خبرگیری کرنا پڑیگی راضی ہوے۔ اور افشین کی ضمانت پر خط امان لے کر آرمینیا کی طرف روانہ ہوئے۔ مختصر یہ کہ یہ دونون شخص قطع مراحل اور طے منازل کرتے ہوے غیضہ تک پہونچے اور بابک سے ملکر آنے کی غرض بیان کی اور خط امان دکھلایا۔ بابک نے ان مین سے ایک کو تو قتل کرڈالا اور دوسرے سے یہ کہا کہ اس خط کو افشین کو واپس دینا بس یہی جواب ہے۔ جاتے وقت ان دونون کو بابک کے لڑکے نے بھی ایک خط دیا تھا۔ بیٹے کے خط کا جواب اسنے زبانی یہ کہلا بھیجا "حرامزادے سے کہدینا کہ اگر تو میرے نطفہ سے ہوتا تو کسی نہ کسی طرح میرے پاس پہونچ جاتا۔ لیکن تو میرا بیٹا ہی نہین ہے۔ میرے خیال مین مسلمانون کے ساتھ رہکر ایک روز کی ریاست کی زندگی بسر کرنے سے تیرے لیے یہ کہین بہتر اور باعث عزت ہوتا کہ چالیس برس تک غلامی کی زندگی بسر کرتا اور مرجاتا۔"

غرض چند روز تک یہ اسی جھاڑی مین چھپا رہا۔ جب سامان خورد و نوش قریب ختم ہوپنچا بدرجہ مجبوری ایک روز نظر بچاکر بھاگ کھڑا ہوا۔ ادھر افشین بھی اسکی طرف سے غافل نہ تھا۔ ہر چار طرف پہرہ بٹھا رکھا تھا۔ ایک روز ٹھیک دوپہر کے وقت یہ اپنی مان، بیویون اور بھائی کے ساتھ جھاڑی سے نکلا اور میدان خالی پاکر سیدھا آرمینیا کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ قضائے کار افشین کے سپاہیون نے دیکھ پایا اور فورًا افشین کو اطلاع دی کہ انھون نے ایسے شخص کو غیقسم نے نکلکر آرمینیا کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ ابو الساج نامی ایک سردار کو جب یہ خبر ملی فورًا تعاقب مین روانہ ہوا کچھ دور چلکر یہ دیکھا کہ بابک اور اُسکے ساتھی ایک چشمہ پر بیٹھے ہوے کھانا کھا رہے ہین۔ بابک ہر وقت چوکنا تو رہتا ہی تھا تعاقب کرنے والون کو دور سے آتا دیکھکر کھانا پینا چھوڑ گھوڑے پر بیٹھا اور روانہ ہوگیا۔ ابو الساج اور اسکے سپاہیون نے بڑی کوششین کین لیکن وہ پہونچ سے باہر ہوچکا تھا۔ بابک کی مان اور بیوئن البتہ گرفتار کرلی گئین جنکو ابو الساج نے افشین کے پاس روانہ کردیا۔

بابک بھاگتا ہوا آرمینیا کے پہاڑون مین پہونچا۔ آرمینیا کے بطارقہ تو اسکی تاک مین تھے ہی چنانچہ ایک بطریق دھوکہ سے اسکو اپنے قلعہ مین لیگیا اور چپکے سے افشین کو اطلاع کرادی۔ اسمین شک نہین افشین نے بابک کو راہ پر لانے کی پہلے بڑی کوششین کین جب ہر طرح سمجھا بجھاکر تھک گیا اور بابک کسی طرح بھی راضی نہ ہوا

تو یہ تدبیر کی کہ اسی بطریق کو سکھا دیا کہ تم کسی روز شکار یا کسی بہانہ سے باہر نکالو چنانچہ
ایسا ہی ہوا افشین تاک مین تو تھا ہی ادھر بابک قلعہ سے باہر نکلا اُدھر سپاہیون نے
اسکو اور اسکے بھائی عبداللہ دونون کو حراست مین لے لیا۔ جسوقت یہ دونون
قیدی لشکر گاہ مین لائے گئے ہین افشین بیٹھا ہوا تھا۔ اور ہتھیار بند فوج باقاعدہ
دو رویہ صف باندھ کر کھڑی ہوئی تھی۔ بابک اور عبداللہ جو اسوقت تک گھوڑون پر
سوار تھے افشین کے حکم سے سواریون سے اُتار لیے گئے۔ سواری سے اُتر کر دونون
قیدی صفوف لشکر کے بیچ سے گذرتے ہوے برزند مین ایک ایسے مکان مین پہونچے
جو انکے قیام کے لیے پہلے سے تجویز کیا جا چکا تھا۔ اسکے بعد افشین نے بابک کی
نگرانی کے لیے کچھ سپاہی مقرر کر دیے اور ان لوگون کو جنھون نے مفرور کی گرفتاری
مین اسکی مدد کی تھی انعام واکرام سے خوش کر دیا ان انتظامات سے فارغ ہو کر
اپنے معتصم کو خط لکھا اور بابک کی گرفتاری کی خبر دی۔ دربار خلافت سے حکم پہونچا "
"اب وہان قیام کرنے کی ضرورت نہین قیدیون کو ساتھ لے کر فورًا سامرہ واپس آؤ"
چنانچہ حسب الحکم خلیفہ معتصم باللہ افشین مع حشم وخدم قیدیون کو ساتھ لے کر سامرہ کی طرف
روانہ ہو گیا جس روز افشین نے برزند سے کوچ کیا ہے ۲۲۳ھ تھے معتصم کی توجہ
اسی روز سے اسکی طرف زیادہ ہونے لگی سامرہ کے ورود کے بعد خلیفہ اتنا خوش ہوا
کہ خلعت وانعام کے علاوہ اسکو سواری کے لیے ایک خاص گھوڑا عطا فرمایا۔ جب
افشین حذیفہ کے پُل کے قریب پہونچا ہارون الواثق فرزند معتصم نے شاہی خاندان کے

چند دوسرے ممبرون کے ساتھ اس سے راستہ ہی مین ملاقات کی۔ بابک کو افشین نے خاص اپنے قصر مین اُتارا۔ قاضی احمد بن داؤد کو بابک کی صورت دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا۔ چنانچہ افشین کی واپسی پر ایک روز بھیس بدل کر آیا اور چند منٹ تک ادھر اُدھر کی باتین کر کے چلا گیا اور جا کر تمام حُلیہ معتصم سے بیان کیا۔ چنانچہ معتصم بھیس بدلکر خود آیا اور یونہین سرسری طور پر دیکھ بھال کر واپس چلا گیا جب دوسرا دن ہوا معتصم نے دربار منعقد کیا۔ اور بابک کو دربار مین لائے جانے کا حکم دیا مطیرہ سے لیکر دربار تک تماشائیون کی ایسی بھیڑ تھی کہ الامان الحفیظ! سرون کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ سزا کے بارے مین لوگون کی راے مین سخت اختلاف ہو رہا تھا۔ کسی کا کچھ خیال تھا کوئی کچھ سمجھ رہا تھا کہ دفعتاً معتصم نے حکم دیا کہ بابک کو ہاتھی پر سوار کر کے سارے شہر مین تشہیر کیا جائے۔ تشہیر کے بعد دار الخلافت مین لایا گیا۔ اسوقت معتصم نے خود اسی کی تلوار منگوا کر ہاتھ پانون کٹوائے پھر قتل کرا کے پیٹ چاک کرا دیا۔ سر کو کٹوا کر خُراسان بھیجا اور جسم کو دار پر کھنچوا دیا۔

اسکے بعد عبداللہ کو اسحٰق بن ابراہیم کے پاس بغداد روانہ کیا اور تاکید لکھی کہ جو سلوک بابک کے ساتھ کیا گیا وہی اسکے ساتھ بھی کیا جائے۔ چنانچہ عبداللہ جب عبداللہ بن ابراہیم کے پاس پہونچا عبداللہ نے پہلے اسکے ہاتھ پانون کٹوائے اسکے بعد سر قلم کرا کر حکم دیا کہ جسم دار پر لٹکا دیا جائے۔ یہ دولت عباسیہ کے آخر زمانہ کے واقعات ہین۔

افشین کے ساتھ مہم سے واپس آنے والون مین ہمارے ناول کا ہیرو ضرغام اور اسکا سچا دوست ورردان بھی تھا۔ اسمین شک نہین کہ بابک کی سزایابی کی ضرغام کو بہت بڑی خوشی ہوئی لیکن پھر بھی اتنا خوش نہ تھا جتنا اُسکو میدانِ جنگ مین اپنے ہاتھون سے قتل کرکے مسرور ہوتا۔

سامرہ مین داخل ہوکر ضرغام سیدھا ان کی خدمت مین گیا رسم سلام بجالانے اور دست بوسی کے بعد یاقوتہ کی طرف متوجہ ہوا اور اسکو حماد سے ملنے کی خوشخبری دی۔ پھر ان سے جہان کے متعلق تمام واقعات بیان کیے اور آخر مین یہ کہا کہ شہر بذ فتح ہونے کے پہلے ہی وہ بلاد روم کی طرف جاچکی تھی۔ حماد اسکی تلاش مین گیا ہوا ہے۔ یاقوتہ وہین بیٹھی ہوئی تھی چنانچہ حماد کے بلاد روم کی طرف جانے کی خبر بیان کرکے اسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

ضرغام (مسکراکر) "اس خبر کو سنکر تم دل ہی دل مین کوستی ہوگی۔ لیکن مین مجبور تھا مین نے روکنے کی بڑی کوشش کی لیکن وہ کسی طرح راضی ہی نہوا"

یاقوتہ (شرماکر) "ہم لوگ کچھ بھی کرین لیکن آپ کے احسانات کا معاوضہ نہین ہوسکتا آپنے میری جان بچائی، عزت وآبرو بچائی۔ اپنے دامن مین پناہ دی، حماد کا پتہ نشان دیا۔ اسکی خیریت سنائی۔ آخر کس کس کا معاوضہ کیا جائے اور کیا کیا جائے"

ضرغام (بات کاٹ کر) "مین نے جو کچھ کیا اپنا فرض ادا کیا تم بار بار احسان کا کیون ذکر کرتی ہو۔ میرا سب کام ٹھیک امیر المؤمنین کی رائے کے مطابق ہوا۔

امیر المومنین کی اطاعت ہمپر فرض ہی۔ ہم لوگ انکے نمک خوار اور انکی نعمتون کے پروردہ ہین "

دوران تقریر مین ضرغام کی نگاہین کئی مرتبہ یاقوتہ کے چہرہ پر پڑین۔ یاقوتہ کے چہرہ کے تغیر کو دیکھکر ضرغام نے خیال کیا کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہی لیکن شرم مانع ہو رہی ہی"

ضرغام "کچھ کہنا چاہتی ہو؟ ... بسم اللہ کہو کیا کہتی ہو؟"

یاقوتہ "امیر المومنین کے ذکر پر اسوقت مجکو ایک بات یاد آگئی۔ یہ بات اسوقت کی ہی جبکہ مین حارث سمرقندی کے مکان مین رہتی تھی۔ مین نے کچھ ایسی باتین سنین ہین جس سے مجکو خلافتمآب کی جان کا خوف ہی"

ضرغام (بے پروائی سے) "ہوگا بھی، اس قسم کی باتین کثرت سے سننے مین آتی ہین لیکن حقیقت سے بالکل دور سب غلط۔ فکر کی ضرورت نہین۔ ان سازشون کا سبب خود امیر المومنین کے بعض اقربا کی جہالت ہی۔ یہی وزرا افسران فوج اور اراکین سلطنت انکو خلافت کا لالچ دلاکر خود فائدہ اُٹھانا چاہتے ہین۔ عباس بن مامون کو بعض ناعاقبت اندیشون نے یہ سمجھائی ہی کہ تم خلافت کا دعویٰ کرو، ہم سب لوگ تمھارا ساتھ دینگے لیکن سچ تو یہ ہی کہ معتصم کی زندگی مین تو ایسا [illegible] ان اس قسم کی سازشین ضرور ہو رہی ہین مگر بیکار"

ان باتون کو اسنے ایسی پُرجوش تقریر مین ادا کیا جس سے صاف معلوم ہوتا تھا

کہ اگر ایسا ہوا تو وہ معتصم کے لیے جان سے بھی دریغ نہ کریگا۔ آفتاب جو ان تمام باتون کو سُن رہی تھی بیٹے کی تقریر سے بیحد خوش ہوئی اور دعائیہ عنوان سے کہنے لگی۔

آفتاب ” شاباش بیٹا! شاباش۔ خدا تجکو جزاے خیر دے امانت اسی کا نام ہے“

تھوڑی دیر کے بعد یہ صحبت برخاست ہوگئی کیونکہ ضرغام سفر سے تھکا ماندہ چلا آرہا تھا اسکو آرام کرنے کی ضرورت تھی۔ گھنٹہ دو گھنٹہ آرام کرکے ضرغام اُٹھا ہاتھ مُنھ دھویا اور درباری لباس زیب بدن کرکے خلیفہ کی ملاقات کو چل کھڑا ہوا قصر مین اسوقت خلیفہ کے پاس افشین تھا اور چند دوسرے سرداران لشکر بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

خلیفہ ” شاباش میرے صاحب، شاباش! تمھاری کارگذاریون کے حالات جوانمردیون کے واقعات مجکو تمھارے آنے سے پیشتر ہی معلوم ہو چکے۔ خدا تمکو جزاے نیک دے تم واقعًا میری مصاحبت کے اہل ہو“ یہ کہکر بیٹھنے کا اشارہ کیا

ضرغام۔ (ادب سے بیٹھ کر) ”غلام آقا کی خدمت پر کسی امر کا کسی تعریف کا مستحق نہین ہے۔ اسکے لیے صرف یہ معلوم ہو جانا کہ اسکا آقا اسکے کامون سے خوش ہے بہت بڑی مکافات اور بہت بڑی تعریف ہے“

اس جواب پر خلیفہ افشین کی طرف یون دیکھنے لگا گویا کچھ پوچھنا چاہتا ہو۔

افشین ” امیر المؤمنین اگر مجھ سے پوچھتے ہین تو صاحب، ایسا شجاع، بہادر، شیر دل اور منچلا سپاہی سَو مین ایک بھی مشکل سے نکلیگا“ اسکے بعد بھی افشین

دیر تک تعریفین کرتا رہا اور خود خلافتآب نے بھی حوصلہ افزائی مین کوئی دقیقہ اُٹھا
نہین رکھا۔ تھوڑی دیر مین دربار برخاست ہوا سب علی قدر مراتب انعام واکرام
اور خلعتین لیکر اپنے اپنے گھرون کو سدھارے اور ضرغام اپنے محل کو واپس ہوا
اب ہر طرف سے اطمینان حاصل ہوچکا تھا مگر چونکہ جہان کی اب تک کوئی حالت معلوم
نہین ہوئی تھی ضرغام اسی دھن مین پڑا ہوا تھا۔ حماد کے خط کا اسکو سخت انتظار تھا
طبیعت جب بہت گھبراتی تو وردان سے جہان اور میلانہ کے متعلق گھنٹون باتین کیا کرتا۔

باب ۵۹

حماد کا خط

اسی اثنا مین معتصم کے پاس خبر آئی کہ تیوفیل بادشاہ روم نے سلطنت اسلامیہ پر
خروج کیا ہو اور فورًا سارے شہر مین پھیل گئی۔ اس خبر نے اورون پر کیا اثر کیا
اس سے مجھے بحث نہین ہان ضرغام پر بہت گہرا اثر پڑا کیونکہ اسکے دل و جان کی
مالک، اسکی منگیتر، جہان، بلاد روم ہی مین تھی۔ ضرغام کی حالت روز بروز ابتر
ہونے لگی۔ کچھ کرتے دھرتے بن نہین پڑتی تھی۔ صدمات نے حواس کو اس درجہ
مختل کر دیا تھا کہ کوئی تدبیر بھی نہین سوجھتی تھی۔ ایک روز اسنے وردان کو اپنے
پاس بلایا اور یہ کہا کہ اگر ممکن ہو تو تم ذرا حقیقت حال کا پتہ لگاؤ۔
وردان جو خود بھی پریشان ہو رہا تھا حکم پاکر فورًا تفتیش حال کے لیے روانہ

ہو گیا اور وہ ایک روز میں واپس بھی آ گیا۔

وردان (ضرغام سے) "فتح بذا اور اس خروج مین کوئی نہ کوئی لگاؤ ضرور ہے۔ مین نے سُنا ہے کہ جب افشین نے تشدد اور سختی شروع کی اور بابک کو شہر کے ہاتھ سے جانیکا یقین ہو گیا تو اسنے تیوفیل بادشاہ روم کو کُل واقعہ لکھ بھیجا اور اس سے کمک کی درخواست کی۔ اُس خط و کتابت کا نتیجہ اب ظاہر ہوا ہی۔ عجب نہین کہ جہان اسی وجہ سے اس طرف بھیجی گئی ہو۔"

ضرغام "جہان اگر وہان ہوتی تو حماد نے لکھا نہ ہوتا۔ حماد نے پتہ لگا کر فوراً خبر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب بجز صبر کے کوئی چارہ نہین۔"

ضرغام کے لیے یہ ایام عجب رنج و غم، مصیبت و آفت کے دن تھے جن مین نہ دن کو چین ملتا تھا نہ رات کو آرام کی صورت نظر آتی۔ ایک روز ضرغام کمرہ مین بیٹھا ہوا جہان کی خیالی تصویر سے باتین کر رہا تھا کہ اتنے مین وردان دوڑتا ہوا آیا اور ضرغام کو پیچھے آنے کا اشارہ کر کے اُلٹے پاؤن واپس ہوا۔ مختصر یہ کہ دونون خانہ باغ کے ایک ایسے گوشہ مین پہونچے جہان بالکل تخلیہ تھا۔ یہان پہونچکر وردان نے ضرغام کو ایک خط دیا۔ یہ خط ایک ریشمی رومال مین لپٹا ہوا تھا خط کھولتے ہی سب سے پہلے ضرغام کی نظر حماد کے نام پر پڑی مضمون حسب ذیل ہے

از جانب حماد عربی . . . . . مقام عموریہ

بخدمت حضرت "صاحب" مقام سامرہ

اسمین شک نہین اس سفر مین مین نے سکوت کو ضرورت سے زیادہ راہ دیا میرے خیال مین آپ میرے خط کا انتظار کرتے کرتے عاجز ہوگئے ہونگے لیکن مین مجبور تھا کچھ بس نہ تھا۔ گم شدگان کو تلاش کرتے مجھے چند مہینے گذر گئے۔ میری سمجھ مین نہین آتا تھا کیا کرون، کہان جاؤن کیونکر پتہ لگاؤن۔ اسی اثنا مین خبر ملی کہ تیوفیل بادشاہ روم زبطرا کی طرف آرہا ہی۔ یہ سُنکر مجکو خیال ہوا کہ شاید روم مین گم شدونکا کوئی پتہ ملے۔ اسلیے اُس سے ملکر دریافت حال کرنیکے ارادے سے زبطرا کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی شہر تک پہونچنے بھی نہ پایا تھا کہ اثنا راہ ہی مین معلوم ہوا کہ روم لُوٹ لیا گیا۔ شہر برباد، باشندے تباہ کردیے گئے۔ عورتین بچے اسیر کرلیے گئے۔ اسی پر اکتفا نہین بلکہ یہ بھی سُننے مین آیا ہو کہ مسلمانون کے قلعہ ملطیہ وغیرہ بھی مسمار کردیے گئے۔ عورتین اسیر کرلی گئین اور جتنے مسلمان ہاتھ آئے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے گئے۔ کسی کی ناک کان کاٹ لیے گئے۔ اور کسی کی آنکھین نکلوا لی گئین۔ ان مصیبت زدون مین سے بعض کو مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہی۔ رعایا اور باشندگان شہر روم کی طرف سے بھاگ بھاگ کر شام اور دوسرے دوسرے جزیرون کو چلے جارہے ہین وہ لوگ البتہ اپنے مقام پر جمے ہوے ہین جنکے پاس آلات حرب وضرب اور اسلحات جنگ کافی تعداد مین موجود ہین۔ یہ رنگ دیکھکر مین زبطرا ہی مین واپس ہوگیا کیونکہ ایسے نازک وقت مین جانا بیکار تھا۔ بیٹھے بیٹھے ایک روز مجکو یاد آیا کہ ناطس بطریق عموریہ بابک کے زمانہ مین بندگیا تھا

اور جہان کو اسنے دیکھا بھی تھا بہت ممکن ہی کہ بذ سے بھاگ کر جہان اسی کے پاس
گئی ہو۔ میرا یہ خیال صحیح بھی نکلا۔ کیونکہ عموریہ پہونچکر مجکو معلوم ہوا کہ جہان اور سیلانہ
بذ سے سیدھی وہین آئین ناطس مذکور کی وساطت سے ملک روم کے پاس جانا
چاہتی تھین۔ چنانچہ ناطس نے انکو اپنے مکان مین نہایت اعزاز و اکرام سے مہمان
رکھا اور ملک روم تک پہونچا دینے کا وعدہ بھی کیا۔ اسکے بعد جب انکو معلوم ہوا
کہ بذ پر مسلمانون نے قبضہ کر لیا اور بابک مارا گیا پس اسکے نزدیک آرمینیا جانیکی
ضرورت نہ رہی۔ چنانچہ ابھی تک عموریہ ہی مین ہین۔ قرینہ سے مجکو یہ بھی معلوم ہوا
کہ اب ناطس کا خیال انکی طرف سے بدل گیا ہی اور اب وہ انکو اپنے تصرف مین
لانا چاہتا ہی۔ اور خاص کر جہان کی نسبت تو ضرور اسکی نیت بُری ہو گئی ہے۔
مختصر یہ کہ دونون کو ایسے سات پردون مین بند کر رکھا ہی کہ کبھی باہر نہین نکلنے
دیتا۔ اگرچہ جہان کی طرف سے مجکو رضامندی کی قطعی امید نہین کیونکہ جب
بابک ایسے صاحب قوت و مقدرت شخص کو اسنے راستہ بتا دیا تو اس بیچارے
بطریق کی کیا حقیقت ہی۔ مگر پھر بھی عورت ہی۔ ممکن ہی کہ قید سخت کی اذیتون سے
تنگ آکر اور آپ کی مُلاقات سے مایوس ہو کر راضی ہو جائے مین نے مُلاقات
کے بارے مین بڑی بڑی کوششین کین لیکن کوئی تدبیر کارگر نہوئی۔ عموریہ والے
اوّل نمبر کے جاہل اور نہایت اُجڈ ہین اور مسلمانون کو ہمیشہ مشتبہ نظرون سے
دیکھتے ہین۔ جہان کسی کی طرف سے ذرا بھی شک ہوا یا تو پکڑ کر مار ڈالتے ہین

چنانچہ خط کو وردان کی طرف بڑھا دیا۔

وردان (خط پڑھکر) "اگر آپ اجازت دین تو پہلے مین جا کر ہو آؤن"

ضرغام "تم جا ہی کر کیا کر لوگے۔ خط پڑھ چکے۔ معلوم ہو چکا عورتین ایسی سخت حراست مین ہین کہ وہان تک کوئی پہونچ نہین سکتا۔ پھر جانے کا فائدہ؟

میرے پریشان ہونے کے خیال سے حماد نے اگرچہ صاف لفظون مین نہین لکھا ہی مگر سمجھدار کے لیے اشارہ کافی ہی۔ آخر اس عبارت سے "معلوم ہوتا ہے ناطس کا خیال ان دونون کی طرف سے بدل گیا ہی اور خاص کر جہان کی نسبت" مقصود یہ ہی کہ ناطس جہان پر فریفتہ ہو گیا ہی اور اس سے عقد کرنا چاہتا ہی۔ ایسے مواقع پر تلوار کی ضرورت ہی حیلہ و تدبیر سے کام نہین چل سکتا۔ آخر خط مین خود حماد نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہی۔

وردان "جب جنگ کے سوا چارۂ کار نہین تو خلیفہ سے آپ ہی تحریک فرمائیے"

ابھی یہ باتین ختم بھی نہ ہونے پائی تھین کہ وردان کو وہین چھوڑ کر ضرغام اندر گیا اور درباری لباس پہن کر معتصم کی ملاقات کو روانہ ہو گیا۔ جب دربار مین پہونچا سنتری نے بڑھکر سلام کیا اور کہنے لگا۔

دربان "امیر المومنین اسوقت قاضی احمد بن داؤد کے ساتھ تخلیۂ خاص مین ہین۔

ضرغام "میری بھی اطلاع کر دے"

اذن حضوری پا کر ضرغام اندر پہونچا۔ قاضی احمد بن داؤد تخت شاہی کے قریب ہی

بیٹھا ہوا تھا۔ خلیفہ اور قاضی احمد بن داؤد دونوں اسوقت متفکر نظر آرہے تھے۔

خلیفہ " بڑے وقت پر آئے مین بلانے والا ہی تھا، " یہ کہتا ہوا بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ضرغام (بیٹھتا ہوا) " میرے جی مین خود بخود آیا کہ امیر المومنین کی زیارت کو چلنا چاہیے۔ مین نے اکثر آزمایا ہے کہ ادھر جہان پناہ نے یاد فرمایا ادھر میرے دل مین شوق زیارت پیدا ہوا۔"

قاضی احمد " فتح بذ کے متعلق جو شجاعت، بہادری اور جانبازی تم سے ظاہر ہوئی وہ امیر المومنین کی بہت بڑی مسرت کا باعث ثابت ہوئی۔ مین نے جو راے تمھارے متعلق قائم کی تھی وہ صحیح نکلی مجکو اسکی بہت بڑی خوشی ہے۔ یون تو تم جہان پناہ کے پہلے ہی سے معتمد اور موثق تھے مگر اب اور زیادہ ہو گئے۔ اعلحضرت کو تمھاری راے اور تمھاری تلوار پر بہت بڑا بھروسہ ہے۔

ضرغام ان باتون کو چپ سر جھکائے سُن رہا تھا۔

خلیفہ " بلاد روم سے خبر آئی ہے کہ تیوفیل ملعون نے زبطرا اور ملطیہ والون کے ساتھ بہت بُرے سلوک کیے ہین۔ اس سے وہ قبیح افعال ظاہر ہوے ہین جنکا مسلمانون کو کبھی خیال بھی نہین ہو سکتا۔"

ضرغام " امیر المومنین میری راے سُننا چاہتے ہین "

خلیفہ " ہان "

ضرغام " میرے خیال مین تلوار سے بہتر کوئی جواب نہین ہو سکتا۔

تلوار.... اسکے پیشتر رشید نے بھی یہی کیا ہے۔ اسلام تیوفیل کی ان زیادتیون پر
ہر گز صبر نہین کرسکتا۔ امیر المؤمنین کی فوج ابھی ابھی مظفر و منصور واپس آئی ہے
اسکو واپسی کا حکم دیجئے اور صبر و استقلال کے ساتھ لڑائی کا تماشا دیکھیے بڑھ کے
لڑنے والون مین مین پہلا شخص ہونگا مسلمان جن مظالم کا شکار ہوے اور ہورہے
ہین معلوم ہی۔ بیگناہون کے ہاتھ پانون، ناک کان کاٹ کاٹ ڈالے گئے ہین۔
معصوم بچے قید، عفت مآب عورتین اسیر کر لی گئین۔ اگر امیر المؤمنین تمام واقعات
سے چشم پوشی بھی فرمالین لیکن میرے خیال مین ناموس کے بارے مین توکبھی بھی
صبر نہ فرماسکین گے۔ اسوقت ضرغام کا چہرہ غصہ سے تمتمایا ہوا تھا، آنکھون سے
آتشین شعلے نکل رہے تھے۔ رگون مین شجاعت کے دوڑتے ہوئے خون نے دلمین
ایک ایسی ہیجانی کیفیت پیدا کر دی تھی اور ایسا خود رفتہ کر دیا تھا کہ جا بیجا،
نیک و بد، موقع بے موقع تک کا خیال نہ رہگیا تھا۔ جوش مین کہنے کو تو سب کچھ کہہ گیا
لیکن جب تقریر ختم کر کے ہوش مین آیا تو دل ہی دل مین نفس کی سرزنش کرنے لگا
کیونکہ خلیفہ کے حضور مین اپنے خیال مین وہ حدود تہذیب اور آداب دربار سے
باہر ہوگیا تھا۔ چنانچہ یہ سوچ کر کہ دیکھون میری تقریر کا خلیفہ نے کیا اثر لیا
معتصم کی طرف نظر اٹھائی۔ دیکھا خلیفہ معتصم باللہ کے چہرہ کا رنگ بدلا ہوا ہے
غیظ و غضب کی حالت طاری ہی، آنکھین فرط غیظ مین خون کبوتر ہو رہی ہین
اور مونچھون کے بال کھڑے ہوگئے ہین۔ خلیفہ کا تیور بدلا ہوا دیکھکر اسکا رہا سہا

شک بھی جاتا رہا اور یقین ہو گیا کہ یہ سب اسی پرجوش اور جسارت آمیز تقریر کا نتیجہ ہے۔ مگر مثل مشہور ہے کمان سے چھوٹا ہوا تیر اور منھ سے نکلی ہوئی بات کی روک تھام نہین ہو سکتی بجز عذرخواہی اور عفو تقصیر کے چارہ نہ تھا۔ چنانچہ یہ معافی مانگنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے مین قاضی احمد بن داؤد بول اٹھا۔

قاضی احمد "ضرغام! اسوقت تمنے امیرالمؤمنین کو مسلمانون کے معاملات کے متعلق بہت بڑا جوش دلا دیا۔ مین خوب جانتا ہون خلافتآب اس طرف سے خود بھی غافل نہین ہین لیکن اپنے مخصوصین معتمدین مین یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ محب وطن و حامی اسلام کتنے نکلتے ہین"

خلیفہ۔ (قاضی احمد سے) "صاحب' نے اسوقت میرے دل کی بات کہی انشاءاللہ استخارہ کے بعد مین عنقریب افشین اور دوسرے افسران فوج کو تیاری جنگ کا حکم دینے والا ہون۔ یہ لڑائی دراصل کوئی ملکی لڑائی نہین ہے بلکہ اسلام کی راہ مین جہاد ہے۔ اچھا اب باقی معاملات کل طے پائین گے" اسکے بعد قاضی احمد بن داؤد اور ضرغام رخصت لے کر اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوے اور مجلس مکالمہ برخاست ہو گئی۔

شیردل ضرغام جب دارالخلافت سے باہر آیا وردان ساتھ ہوا۔ اثنائے راہ مین ساری باتین وردان سے بیان کر دین۔ صلاح جنگ کی خبر سنکر وردان کو بڑی خوشی ہوئی۔ ہان اگر اسکو کھٹکا تھا تو صرف اس ایک بات کا کہ کہین استخارہ

منع نہ آجائے۔ دوسرے روز ٹھیک نور کے تڑکے خلیفہ کا خادم ضرغام کے مکان پر پہونچا۔ اس خلاف وقت کی طلبی پر ضرغام کے دل مین نت نئے خیالات، طرح طرح کے شبہات پیدا ہو گئے لیکن کچھ دریافت کرنا غیر مناسب سمجھ کر کپڑے پہنکر خادم کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ خلیفہ اسوقت اپنی خوابگاہ خاص مین تھا اور ابھی تک شب خوابی کے کپڑے بھی نہ اُتارے تھے۔ کمرہ مین پہونچکر ضرغام سلام شاہی بجالایا۔ سلام کا جواب دے کر معتصم نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ معتصم کے چہرہ سے افسردگی اور توحش ٹپک رہا تھا۔

معتصم ”اتنا سویرے اور ایسی جگہ بُلائے جانے پر تمکو تعجب ہوتا ہو گا کچھ وجہ بھی سمجھ مین آئی؟“

ضرغام ”جہان پناہ بہتر جانتے ہین“

معتصم ”ابھی ابھی مین نے ایک خواب دیکھا ہی۔ دفعتاً آنکھین کھُل گئین، عجیب و غریب خواب ہے؟“

ضرغام ”انشاء اللہ اچھا ہو گا“

معتصم ”شب گذشتہ مین بعد نماز خدا سے یہ دعا مانگ کر کہ مسلمانون اور رومیون کے معاملات کے متعلق جو بہتری کی صورت ہو مجکو الہام کر دے سو گیا صبح کے قریب دیکھتا ہون! عجیب خواب ہی میرے تو ہوش اُڑ گئے“

یہ سُنکر ضرغام پہلے سے زیادہ متوجہ ہو گیا۔

معتصم (داڑھی اور مونچھون پر ہاتھ پھیرتا عمامہ کو درست کرتا ہوا) "ابھی مین نے تسے خواب دیکھنا کہا ہو لیکن حقیقت مین کچھ دیکھا نہین ہے بلکہ ایک دل ہلا دینے والی آواز سُنی ہے سُنا کہ ایک زنِ ہاشمیہ جو بلادِ روم مین اسیر کرلیگئی ہو میرا نام لیکر معتصم! معتصم! کہکر فریاد کر رہی ہو۔ خواب ہی مین مین نے جواب بھی دیا۔ ابھی تک وہ لفظ بھی یاد ہو حالتِ نوم ہی مین میری زبان سے دو مرتبہ آیا! آیا! نکلا۔ اسکے بعد دفعتًا آنکھین کھُل گئین۔ اُسوقت سے دل کی کچھ عجیب حالت ہو۔ اس خواب کو مین تو منجانب اللہ جہاد کا حکم سمجھتا ہون۔ اس جہاد مین خود مجکو بھی شریک ہونا چاہیے۔ ضرغام! سفر کے لیے تیار ہو جاؤ۔ مین عنقریب دوسرے افسرانِ فوج کے نام بھی تیاری جنگ کا تاکیدی حکم نافذ کرنے والا ہون۔ کیون ضرغام! ان افسرون پر مجکو بھروسہ کرنا چاہیے؟"

اس سوال پر ضرغام کو افشین کے واقعات یاد آگئے کیونکہ معتصم اسکی طرف سے بدظن ہو رہا تھا۔

ضرغام "جہان پناہ! میرے خیال مین اس بارے مین چھان بین یا تفتیش کی ضرورت نہین معلوم ہوتی کیونکہ یہ یقینی طور پر معلوم ہو چکا کہ یہ لوگ صرف مال و دولت کے لالچ مین اعلیٰحضرت کا ساتھ دے رہے ہین۔ حقیقت امر جو کچھ بھی ہو لیکن ہمکو تو اپنی غرض سے مطلب ہو۔ جب بذ انھین کے ہاتھون فتح ہوا، خرمی انھین کے ہاتھون نیست و نابود ہوئے تو پھر ظاہرا بے اعتباری کی کوئی وجہ نہین۔ انشاءاللہ

عنقریب روم کا بھی یہی حشر ہو گا"

معتصم "میرا تو خیال یہ ہی کہ اگر تم نہ جاتے تو بذ کبھی برس تک بھی فتح نہوتا"

ضرغام (اپنی تعریف پر شرما کر) "اگر امیر المؤمنین کو اس خادم پر بھروسہ ہی تو آیندہ جنگ کے موقع مین بھی ہمراہ رکاب ہی رہونگا"

معتصم "بلاد روم مین پہلے کس طرف چلنا چاہیے"

ضرغام "میرے خیال مین امیر المؤمنین نے جو آواز سُنی ہی عجب نہین کہ عموریہ کی طرف سے آئی ہو۔ روم کے شہرون مین عموریہ سب سے بڑا شہر ہے۔ وہان عیسائی بھی کثرت سے آباد ہین۔ پہلے عموریہ ہی کو فتح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی۔

باب ۶

عموریہ پر حملہ

معتصم "تمھاری راے صائب معلوم ہوتی ہے" کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔

اسکے بعد ضرغام رخصت لیکر مکان پہونچا اور دان کو معاملات کے حسب دلخواہ طے پانے کی خوشخبری دے کر کہا بس اب تیاری شروع کر دو۔

معتصم نے سب سے پہلے افسرانِ لشکر کے نام تیاری جنگ کے تاکیدی احکامات نافذ کیے اسکے بعد ایک روز دربارِ عام منعقد کیا اور قاضی بغداد اور ۳۲۸ عادل گواہون کے سامنے اپنے مقبوضات اور املاک کو تین حصون پر تقسیم کیا۔ ایک حصہ

بیٹے کو دیا۔ دوسرا وقف کیا اور تیسرا ملازمین نوکر چاکر کے لیے مخصوص کیا۔ ان تمام انتظامات سے فراغت حاصل کر کے نو لاکھ ۹۰۰۰۰۰ جنگجو، آزمودہ کار، منچلے، بہادر سپاہیون اور اتنے کافی آلات حرب و ضرب اور دوسرے ضروری سامان مثل پانی کے بڑے بڑے حوض نما ظروف، توشہ دان، مشک، رسد وغیرہ وغیرہ کو ساتھ لے کر ایسے تزک واحتشام کے ساتھ کہ اسکے پیشتر کسی خلیفہ نے بھی اتنی بڑی زبردست فوجی طاقت کے ساتھ کسی شہر یا ملک پر حملہ نہ کیا تھا عموریہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ فوج کی ترتیب بھی اس خوش اسلوبی سے کی تھی جس سے ایک خاص شان ٹپک رہی تھی۔ خود گھوڑے پر سوار آگے آگے، سرداران لشکر افسران فوج اپنے اپنے رسالون اپنے اپنے دستون کے ساتھ پیچھے پیچھے، سب کے سب سلاحِ جنگ تن پر سجے، فوجی وردیان پہنے ہاتھون مین بلم برچھے لیے، کمرون سے تلوارین لگائے سپاہیانہ ٹھاٹ سے اس طرح چلے جارہے تھے جسکو دیکھکر آنکھون مین وسط اسلام کے مجاہدین کا پورا پورا نقشہ کھنچ جاتا تھا۔

معتصم نے اپنی ساری فوج کو مختلف حصون مین تقسیم کر کے بلاد روم مین مختلف سمتون کو روانہ کر دیا۔ انقرہ کے قریب یہ تینون فوجین پھر مجتمع ہو گئین اور یہان سے ساتھ ساتھ عموریہ کی طرف کوچ و مقام کرتی ہوئی روانہ ہوئین۔ انقرہ سے روانگی سے پہلے معتصم نے فوج کو تین حصون مین ترتیب دیا۔ میمنہ اشناس ترکی کے سپرد کیا، میسرہ افشین کے حوالہ کیا اور قلب لشکر کی کمان خود اپنے

ہاتھون مین رکھی۔ اس ترتیب سے فارغ ہوکر ہر افسر کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے لشکر مین بھی یوہین میمنہ اور میسرہ اور قلب کی ترتیب قرار دین اور یہ بھی حکم دیا کہ جس شہر جس قصبہ، جس گانون کی طرف سے گذرین مکانون مین آگ لگادین، اور بستی والون کو قید کرتے جائین۔ انقرہ اور عموریہ کے مابین سات منزلون کی دوری تھی۔ مختصر یہ کہ یہ تینون تہار فوجین بلاے مبرم کی طرح بستیون کو ویران بستی والون کو اسیر کرتی ہوئی روانہ ہوئی۔ حدود عموریہ مین سب سے پہلے اشناس ترکی داخل ہوا، اسکے بعد معتصم اور معتصم کے بعد افشین۔ اسکے بعد عموریہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔

معتصم چونکہ ضرغام کی بیحد قدر کرتا تھا اسلیے اسنے اسکو اپنی ماتحتی مین رکھا تاکہ ضرغام کے دل پر کسی طرح میل نہ آنے پائے۔ معتصم کے مصاحبین مین ایک شخص حارث سمرقندی تھا۔ حارث خلیفہ کی نگاہون مین ضرغام کی قدر و منزلت دیکھ دیکھکر دل ہی دل مین جلا کرتا تھا لیکن ضرغام کو اسکی ذرا پروا نہ تھی۔ اسکو اگر کسی بات کی دھن تھی تو بس اسکی کہ جس طرح ممکن ہو جہان کی رہائی کی کوئی فوری تدبیر کرنی چاہیے۔ اور وردان کو بھی یہی فکر تھی۔

لشکر اسلام کے عموریہ مین داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو ضرغام نے کیا یہ تھا کہ وردان کو ساتھ لے کر ایک ایسے بلند ٹیلہ پر چڑھ گیا جہان سے شہر صاف نظر آرہا تھا۔ ٹیلہ پر چڑھ کر شہر کے ہر گوشہ پر نگاہ ڈالنی شروع کی۔ شہر کی آبادی نہایت گنجان تھی۔ مکانات ایک دوسرے سے ملے ہوے تھے۔

اسکے بعد دونون فرودگاہ کو واپس ہوے۔ کھانے سے فارغ ہوکر اپنے اپنے بستر پر گئے لیکن نیند کب آنے والی اور کسکو آنے والی تھی تڑپ تڑپ کر، کروٹین بدل بدل کر کسی طرح صبح کی۔ دوسرے روز صبح کو معتصم نے ایک خاص مجلس منعقد کی۔ شرکا مجلس مین فوجی افسران۔ حارث سمرقندی اور صاحب کے سوا اور دوسرا کوئی نہ تھا۔ یہ مجلس جنگی امورات کے متعلق بحث کرنے کے لیے منعقد کی گئی تھی۔ معاملات نے اتنا طول کھینچا کہ ظہر کا وقت ہوگیا۔ مؤذن نے اذان دی اور مجلس ختم ہوئی۔ خلیفہ مجلس سے اُٹھ کر اپنے خیمہ کو جانے لگا ضرغام کو اشارہ کیا کہ کل صبح کو تنہا آنا۔ خلیفہ سے رخصت ہوکر ضرغام سیدھا اپنے خیمہ کی طرف آیا اور وردان سے جسکا چہرہ غصہ سے سُرخ ہورہا تھا دریافت کرنے لگا۔

ضرغام "نشان نصب کردیا"

وردان "ہان ٹیلہ پر نصب کردیا ہی"

ضرغام "تمھارا چہرہ کیون متغیر ہی، نشان کو کیسے چھوڑ آئے"

وردان "اس سے بھی زیادہ ایک ضروری کام تھا"

ضرغام "وہ کیا"؟

وردان "آج سامان ملعون افشین کے لشکر گاہ مین نظر آیا۔ افشین کے دربار مین اسکی بڑی قدر ہی۔ صورت دیکھکر میرے تن بدن مین بس آگ ہی تو لگ گئی۔ جی مین تو آیا تھا کہ گردن ناپ دون"

ضرغام "وردان! دیکھو ایسا ہرگز نہ کرنا۔ وقت نہایت نازک ہے اسوقت اتفاق واتحاد کی ضرورت ہے نہ کہ فساد وافتراق کی۔ اگر کہین تمنے سامان پر ہاتھ اٹھا دیا یا صرف بگڑے ہی تو تمھارا یہ فعل افشین کو یقینًا ناگوار خاطر ہوگا اور اس طرح فوج مین پھوٹ پڑجائیگی۔ سامان کے معاملات کو کسی دوسرے وقت پر اُٹھا رکھو اور ٹیلہ پر جاکر نظر جماکر دیکھتے رہو بلکہ آج شب کو وہین رہو۔

وردان "بہت خوب" کہکر دجلہ کی طرف روانہ ہوگیا اور ضرغام خیمہ مین اکیلا رہگیا۔ اسکے خیالات اسوقت پھر منتشر ہورہے تھے۔ کبھی جہان کو یاد اور اُسکی رہائی کی تدبیرون پر غور کرتا کبھی مان کو یاد کرتا، کبھی حماد کو اور کبھی افشین اور سامان کے نئے تعلقات کے نتیجون پر غور کرتا غرض انھین پریشان کُن خیالات مین اُلجھا ہوا تھا۔ سوچتے سوچتے جب دماغ تھک گیا غنودگی طاری ہوئی اور تھوڑی دیر کے لیے سوگیا۔ دفعتًا وردان کی آواز سنائی دی اور آنکھین کھُل گئین۔ اسوقت آفتاب غروب ہوچکا تھا، تاریکی پھیل چکی تھی۔ وردان کو دیکھکر اسکو خیال ہوا کہ شاید حماد کے آنے کی خوشخبری سنانے آیا ہوگا چنانچہ کہنے لگا۔

ضرغام "حماد آیا؟"

وردان "نہین تو"

ضرغام "پھر اس دفعہ نشان کو کیون چھوڑا؟"

وردان "ایک اس سے بھی زیادہ ضروری کام درپیش ہوگیا۔ چونکہ آپ صبح سویرے ہی خلافت مآب کی خدمت مین جانے والے ہین میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ میرے ملنے سے پہلے آپ خلیفہ کی ملاقات کو چلے جائین"

ضرغام "کونسی خبر ہے؟ اگر مختصر ہو تو بیان کرو ورنہ رہنے دو۔ اسوقت مین بہت دیر تک سو یا کیا۔ چاہتا ہون کہ تمھارے ساتھ چلون وہین بیان کرنا"

وردان "واقعہ تو مختصر ہی ہے لیکن جب آپ ساتھ چلنا چاہتے ہین تو بسم اللہ چلیے وہین بیان کرونگا۔ ہمارا اجتماع بھی فائدہ سے خالی نہوگا"

اسکے بعد ضرغام نے اُٹھکر کپڑے بدلے اور وردان کے ساتھ چل کھڑا ہوا ٹیلہ افشین اور اشناس ترکی کے لشکرگاہ کے درمیان واقع تھا اسلیے بہت سے خیمون، روشنی، تاریکی سے ہوکر گذرنا پڑا۔ جب یہ دونون افشین کے لشکرگاہ کے بیچ مین پہونچے تو ضرغام کو اس راستہ کے اختیار کرنے پر تعجب ہوا چنانچہ وردان کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

ضرغام "مین دیکھتا ہون کہ تم مجھے کسی دوسرے راستہ سے لیجا رہے ہو"

وردان "مین آپ کو ایک نئی چیز دکھانا چاہتا ہون۔ اس داہنے ہاتھ والے خیمہ کو آپ پہچانتے ہین؟"

ضرغام "ہان پہچانتا ہون۔ عباس بن مامون کا خیمہ ہے"

وردان "مین نے ایک ایسا راز دریافت کیا ہے کہ اگر خود معتصم کو معلوم ہوجائے

تو فوراً اسی کی خبر لینے کو تیار ہو جائے۔"

حضرغام "وہ کیا؟"

وردان "دوپہر کے وقت جب مین آپ سے بلکر ٹیلہ کی طرف جانے لگا جی مین آیا آؤ ادھر ہی سے نکل چلون۔ یہان پہونچکر کیا دیکھتا ہون کہ حارث سمرقندی خیمہ سے نکلا اور عباس خود اُسکو رخصت کرنے باہر آیا مین نے سوچا آخر معاملہ کیا ہی۔ اس اعزاز کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہونا چاہیے۔ لیکن مین جانتا تھا کہ حارث سمرقندی درپردہ یاقوتہ والے واقعہ کے بعد معتصم کا دشمن ہو رہا ہی۔ اور آپ کی قدر و منزلت کو دیکھکر حسد کی آگ اور بھی بھڑکتی جارہی ہی۔ معتصم کی طرف سے عباس بن مامون کے دل مین جو خیالات ہین وہ بھی آپ کو معلوم ہین کیونکہ خلافت اسی کا حق تھی جسکو معتصم نے چھین لیا ہے۔ بعض افسران فوج عمائدین سلطنت اسکے واسطے پہلے ہی سے کوشش کر رہے تھے لیکن اسکی بزدلی نے طلب بیعت سے اسکو باز رکھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت معتصم کی طرف منتقل ہو گئی مین سامرہ ہی مین یہ بھی سُن چکا تھا کہ حارث سمرقندی انھین لوگون مین ہی جو عباس کیلیے بیعت کی جان توڑ کوششین کر رہے تھے۔ لیکن فوجی طاقت کے خوف سے یہ لوگ پیش قدمی کی جرأت نہ کرسکے۔ حارث سمرقندی کو عباس کے خیمہ سے نکلتا اور عباس کو اُسکے اعزاز مین مبالغہ صرف کرتا دیکھکر مین سمجھ گیا کہ ہو نہو ان تمام باتون کا یہی سبب ہی۔"

وردان اس قصہ کو دبی زبان سے بیان کرتا لشکر سے گذرتا ہوا اُس خیمہ کی طرف
جا رہا تھا جو ٹیلہ کے پاس نصب کیا گیا تھا۔ خیمہ کے قریب پہونچکر ضرغام نے دیکھا
کہ ایک شخص دروازہ پر سویا ہوا زور زور خرّاٹے لے رہا ہے۔ اور اُسکے مُنھ سے
شراب کی تُند بو آرہی ہے۔
ضرغام (وردان کی طرف مخاطب ہوکر) "یہان کون شخص سو رہا ہی اور شراب کی بو
کہان سے آرہی ہے؟"
وردان "اس قصہ کا بیان کرنے والا یہی شخص ہی۔ یہ حارث سمرقندی کا غلام
ہے۔ اس سے مجھ سے سامرہ ہی کی جان پہچان ہے۔ آج مین نے اسکو ہلاکر
خوب شراب پلائی جب سرور شروع ہوا تمام واقعات خود بخود بیان کردیے۔
خیمہ مین چلیے گا یا اس واقعہ کو یہین ختم کرون۔ رات اتنی تاریک ہی کہ مجکو اس
علم کے نصب کرنے کا کوئی فائدہ نہین نظر آتا۔ تاریکی کی وجہ سے جب قریب کی
چیز نظر نہین آتی تو عموریہ کے اندر کی چیزین کیا دکھائی دینگی۔
ضرغام "سچ کہتے ہو لیکن میرا مقصود کچھ اور ہی۔ ممکن ہی کہ حماد نے نشان کو آفتاب
غروب ہونے سے پہلے ہی دیکھ لیا ہو اور کوئی بہانہ کرکے نکل کھڑا ہوا ہو۔
یا صبح کو دیکھ لے اور کسی طرح آنے کی کوشش کرے۔ بہرکیف اب یہین رہنا
چاہیے۔ ہان قصہ کو تمام کرو"
اسکے بعد وردان پتھر کی ایک چٹان کی طرف جو ٹیلہ کے قریب ہی پڑی

ہوئی تھی بڑھا ضرغام خود بھی اسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ غرض چٹان پر پہنچکر وردان
نے سلسلۂ گفتگو یون شروع کیا۔

وردان: "خادم کہہ رہا تھا کہ حارث نے عباس بن مامون سے اس بات کا حتمی وعدہ
کیا ہے کہ وہ اسکی حرکت سے متوجہ ہو کر عمائدین سلطنت اراکین دولت اور افسران فوج
کے پاس جائیگا۔ ان لوگون مین سے کچھ لوگ افشین کی فوج سے تعلق رکھتے ہین کچھ
اشناس ترکی اور بعض خود معتصم کے لشکر سے۔ حارث نے سفیر کی حیثیت سے انھین
لوگون سے ملنے اور ان سے عباس بن مامون کے لیے بیعت لینے کا بیڑا اٹھایا ہو۔
اسی پر بس نہین ہے بلکہ عملی کارروائیان بھی شروع ہو چکی ہین بہت سے افراد بیعت کر چکے ہین اور یہ امر
طے پا چکا ہے کہ جس وقت یہ راز فاش ہوتا نظر آئے سب سے پہلے ہر شخص
اپنے اپنے افسر ہی کا کام تمام کردے معتصم کی ماتحتی مین کام کرنے والون نے اسکے
قتل پر قسم کھائی ہو۔ افشین کے ماتحتون نے افشین کے قتل اور اشناس ترکی کے
ماتحتون نے اسکی جان لینے کی شرط پر بیعت کی ہے۔ غرض بیعت کی پہلی شرط یہی ہے۔
ضرغام اس حیرت افزا واقعہ کو ابتدا سے انتہا تک سر جھکائے سکوت کے عالم
مین سنتا رہا۔ جب وردان اپنی تقریر ختم کرکے چپ ہو رہا۔ ضرغام کہنے لگا۔

ضرغام: "خدا ان ملاعین کا برا کرے"

وردان: "میرے خیال مین عباس ان سب مین فہمیدہ معلوم ہوتا ہے۔ اسنے
مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ عباس اس تجویز کو موجودہ حالت مین جبکہ غیر مسلمون سے

جنگ چھڑی ہوئی ہے علی جامہ پہنانا نہیں چاہتا کیونکہ وہ اس وقت کی چھیڑ چھاڑ کو فتح عموریہ کے بارے میں مضرت رسانی خیال کرتا ہے تاہم مین نے تمام واقعات کو آپکے خلافتمآب کی خدمت مین جانے سے بیشتر ہی بیان کر دینا مناسب سمجھا تاکہ موقع پاکر آپ خلیفہ کے گوش گذار کر سکین "۔

ضرغام "وردان! مین ایسا ہرگز نہین کر سکتا۔ اور خاص کر ایسے نازک وقت مین جبکہ ہمکو اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے۔ ان واقعات کو ایک خاص وقت تک صیغۂ راز ہی مین رکھنا چاہیے۔ خصوصًا ایسی حالت مین کہ سازش کرنے والے خود بھی فی الحال عملی کارروائیون کو ملتوی کرنا چاہتے ہین۔ ہان امیرالمومنین کی محافظت سے البتہ غافل نہونا چاہیئے "۔

وردان "بیشک مین غلطی پر تھا۔ آپ ہی کی راے قرینِ صواب ہے"

ضرغام۔ (بات کاٹ کر) "لیکن تمنے اس خادم کو یہان سلا رکھا ہے یہ بہت بڑی فاش غلطی ہے۔ ہوش مین آکر مکان ضرور پہچان لیگا۔ ممکن ہے کہ چغلی کھائے لہذا اسکا ہٹا ہی دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابھی تک نشہ ہرن نہین ہوا ہے۔ مین جاتا ہون جاؤ اسکو یہان سے کسی طرح دور کرو"

وردان "بہت بہتر" کہکر اُٹھا اور خادم کو جگانے لگا مگر ادھر ایک تو شراب کا نشہ دوسرے نیند کا غلبہ تھا جون تک نہ رینگی مختصر یہ کہ وردان اسکو کسی طرح کھینچتا ہوا عباس کے خیمہ تک پہونچا کر واپس چلا آیا۔ اس وقت آدھی رات کا عمل تھا تمام دنیا سونی پڑ چکی تھی "۔

باب ۱۹

فتح عموریہ

وردان کی غیر حاضری مین ضرغام کھڑا ہوکر عموریہ کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اندرون شہر روشنی اس کثرت سے ہو رہی تھی گویا چراغان ہو رہا تھا۔ فصیلین اور بعض قصر بقعۂ نور بنے ہوے تھے اور خاصکر قصر بطریق ناطس کثرت انوار سے جگمگا رہا تھا۔ بطریق ناطس کے قصر کیطرف نظر کرکے ضرغام مین ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی، پہلو مین دل دھڑکنے لگا سوچا آؤ فصیل پر چڑھکر شہر مین داخل ہو جاؤن اور سیدھا بطریق ناطس کے قصر کے پاس پہونچکر جہان، جہان، کہکر آواز دون۔ اگر ادھر سے جواب ملے تو قصر کے اندر گھس پڑون اور ایک ہی مرتبہ جہان کو ساتھ ہی لیکر آؤن اگرچہ سارا شہر ہی مقابلہ کے لیے کیون نہ تیار ہو جائے۔ یہ عشاق کی خام خیالی ہو۔ محبت کی راہ مین وہ محال کو بھی ممکن سمجھنے لگتے ہین۔ اس اثنا مین وردان واپس آگیا۔ وردان کو دیکھکر ضرغام ہوش مین آیا اور دلی احساسات کو چھپانے کے خیال سے بناوٹ سے کہنے لگا۔

ضرغام "وردان! تم یہین رہو۔ مین خیمہ کو واپس جاتا ہون"

وردان "مین یہین ہون۔ بسم اللہ آپ تشریف لے جائیے"

اسکے بعد ضرغام انھین خیالات مین اُلجھا ہوا خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی خیمہ تک پہونچا بھی نہ تھا کہ فصیل اور خیمہ کے بیچ مین کچھ لوگون کو باتین کرتے سُنا۔

باتین کرنے والے فوجی چوکیدار تھے جو ایک شخص کو گرفتار کرکے گردن مین ہاتھ دیے ہوئے لارہے تھے۔ قیدی انسے بار بار کہہ رہا تھا "مجکو صاحب کے پاس لے چلو، مجکو، صاحب کی خدمت مین لے چلو" اسیر کی آواز سے ضرغام سمجھ گیا کہ آنے والا حماد کے سوا دوسرا کوئی نہین۔ چنانچہ جلد جلد قدم اُٹھاتا ہوا خیمہ مین داخل ہوا اور بیٹھکر انتظار کرنے لگا چند منٹ کے بعد ایک چوکیدار خیمہ مین آکر کہنے لگا۔

چوکیدار "سرکار! ہم لوگون نے ایک جاسوس کو گرفتار کیا ہو شہر کی طرف سے لشکر مین آرہا تھا۔ وہ آپ کی خدمت مین آنا چاہتا ہو"

ضرغام "کہان ہو بلاؤ" اسکے بعد حماد چوکیدارون کی حراست مین خیمہ مین داخل ہوا۔ حماد کو پہچانکر ضرغام نے چوکیدارون سے کہا کہ اسکو یہین چھوڑ دو اور تم لوگ اپنے اپنے کام پر جاؤ۔ جب چوکیدار حماد کو چھوڑکر اپنی اپنی ڈیوٹی پر واپس ہوچکے ضرغام نے رسم خیر مقدم ادا کی، پہلو مین جگہ دی اسکے بعد پہلا سوال جو کیا وہ جہان کے بارے مین تھا۔

حماد "ابھی تک بطریق ناطس ہی کے قصر مین ہے جیسا کہ مین آپکو خبر بھی دے چکا ہون"

ضرغام "وہان تک میری بھی کوئی خبر پہونچائی؟"

حماد "ایسا موقع ہی نہ مل سکا۔ مجکو آپ لوگون کی آمد کی بھی خبر نہ تھی۔ کل شام کو فوجِ اسلام کے نشانات دیکھے اُسوقت خیال ہوا کہ آپ لوگ پہونچ گئے۔ جس خاص نشان کے متعلق مین نے ہدایت کی تھی وہ تو آج ہی شام کو نظر آیا۔ نشان کو

دیکھکر مجکو آنے کی دھن سوار ہوئی۔ شہر سے نکلنا بہت دشوار تھا مگر مین نے شیطنت کی راہ دیا ہی جب آپ تک پہونچا ہون۔ خدا خدا کرکے شہر سے نکلا تو یہان آکر چوکیدارون نے گرفتار کر لیا۔ سخت پریشان تھا کہ کیا کرون کیا نہ کرون آخر مین مین نے یہ کہا کہ مجکو صاحب کے پاس لے چلو۔ غرض یہ کہ منتر کام کر گیا اور اس طرح مین آپ کی خدمت مین پہونچ گیا۔

ضرغام ”تمکو آنا مبارک ہو۔ کیا جہان ابھی تک ناطس ہی کے قصر مین ہی؟“

حماد ”ہان ابھی تک وہین ہے۔ اور ہیلانہ بھی اُسی کے ساتھ ہے۔ دونون خیریت سے ہین۔ کوئی گھبرانے کی بات نہین ہے۔ لیکن ناطس دونون پر دل وجان سے فریفتہ ہو رہا ہے۔ گھبرائیے نہین انشاء اللہ عنقریب عموریہ بھی فتح ہوا جاتا ہے“

ضرغام ”یہ کیونکر؟ شہر تو ہر طرف سے محفوظ نظر آرہا ہی۔ جیسا کہ میرا گمان ہی حصار مین زمانہ گذریگا“

حماد ”اگر خدا نے چاہا تو عموریہ چٹکی بجاتے مین ہاتھ آتا ہی“

ضرغام ”تمکو کوئی آسان راستہ معلوم ہی“

حماد (ہنستا ہوا) ”ہان مجکو ایسا آسان راستہ معلوم ہی جسکو سُنکر آپ اُچھل پڑینگے کیا اسی وقت بیان کر دون؟“

ضرغام ”کل سویرے مجکو خلیفہ کی خدمت مین جانا ہے اسوقت کے کہنے مین

یہ فائدہ ہوگا کہ مین ان خبرون کو خلیفہ کے کانون تک پہونچا کر تمھاری خطاؤن کو بخشوا سکونگا“

حماد ”بہت خوب“

ضرغام ”میرا خیال ہو کہ تمکو نیند آرہی ہے۔ یہ بستر موجود ہے آرام کرو اور مین یہان سوتا ہون۔ کل صبح انشاء اللہ ساتھ ہی چلینگے“

دوسرے روز صبح کے وقت دونون معتصم کے خیمہ گاہ کی طرف روانہ ہوے ضرغام بعد حصول اجازت اندر چلا گیا اور حماد باہر رہگیا۔ خلیفہ کے سامنے جاکر ضرغام نے خلیفہ کا چہرہ متغیر پایا۔ یہ رنگ دیکھکر۔

معتصم ”صاحب! جانتے ہو مین نے تمکو کیون بلایا ہے؟“

ضرغام ”جہان پناہ! مین کچھ نہین جانتا“

معتصم ”جس زمانہ مین مین سامرہ مین تھا قاضی احمد بن داؤد سے زیادہ مانوس تھا۔ اپنے راز کو مین قاضی سے بیان کر دیا کرتا تھا۔ لیکن اس وقت مجکو تمھارے مشورے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ تمھاری صداقت کا مین بہت سے مواقع پر تجربہ کر چکا ہون“

ضرغام ”مین امیر المومنین کا ایک سچا غلام ہون“

معتصم ”مین نے تمسے افشین کی نسبت اپنا سوء ظن ظاہر کیا تھا یاد ہے؟“

ضرغام ”جہان پناہ! ہان یاد ہے“

معتصم "مین افشین کے لالچ ہی کی بہت کچھ سمجھتا تھا لیکن اسوقت اپنی فوج کی فتنہ پردازی کی نیت دیکھکر تو مین افشین کے معاملات کو بالکل ہی بھول گیا۔ اسکے مقابلہ مین تو وہ کوئی چیز ہی نہین ہو۔ کچھ تمھین بھی معلوم ہو؟"

ضرغام (تجاہلِ عارفانہ کرکے) "مین اعلحضرت کا مطلب نہین سمجھا"

معتصم "مین نے سنا ہو کہ بعض لوگ میرے قتل کی تدبیرین کر رہے ہین اور میرے بھتیجے عباس کے لیے بیعت لینا چاہتے ہین" یہ کہتے کہتے غصہ سے آنکھین سرخ ہوگئین۔

ضرغام (تجاہل عارفانہ کرکے غصہ دھیما کرنے کی غرض سے) "مجھے ان واقعات کی مطلق خبر نہین ہے۔ اگر ایسا ہو تو محل حیرت بھی نہین ہے کیونکہ خلافت عہدِ راشدین ہی سے طامعین کی آنکھون مین کھٹکتی رہی ہو۔ اگر اس قسم کی تدبیرین کی بھی گئین تو یقین مانیے ایسا کرنے والے خود ذلیل ہو جائینگے۔ اِن دشمنون سے جنگ کرنی ہے۔ ایسے نازک موقع پر بہت بڑے اتحاد کی ضرورت ہو۔ مناسب یہ ہو کہ امیر المؤمنین اسوقت اِن خیالات کو دل سے دور کر دین"

معتصم (خوش ہوکر) "کہو اور کیا خبر ہو"

ضرغام "اسوقت مین امیر المؤمنین کو ایک ایسے شخص سے مِلانا چاہتا ہون جو کل شام کو عموریہ سے تازہ وارد ہوا ہو اور شہر مین آنے جانے کے راستون سے بخوبی واقف ہو۔ اجازت ہو تو حضور مین پیش کرون"

معتصم۔ ضرور بلاؤ"

اثبات مین جواب پاکر ضرغام اُٹھا اور حماد کو جو قریب ہی کھڑا ہوا تھا اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اشارہ پر حماد خیمہ کے اندر خلیفہ کے سامنے آیا اور شاہی سلام کرکے مؤدب سر جُھکا کر کھڑا ہوگیا۔ حماد کی صورت دیکھکر معتصم کے چہرہ سے انقباض ظاہر ہونے لگا۔ لیکن چونکہ اجازتِ حضوری دے چکا تھا اسلیے بیدلی سے کہدیا بیٹھ جاؤ۔

معتصم۔ (ضرغام سے) "مین حماد عربی کو دیکھ رہا ہون؟"

ضرغام۔ ہان! امیر المؤمنین غلام حماد ہی ہے۔ اس سے کچھ خطائین بھی سرزد ہوئی ہین لیکن اگر خدا نے چاہا تو عنقریب امیر المؤمنین بخش بھی دینگے۔"

معتصم۔ (حماد سے) "یہان کیون آئے؟"

حماد "عموریہ آئے ہوے مجکو چند ہفتے ہوئے ہین۔ اس درمیان مین مین نے شہر کے رتی رتی کے حالات معلوم کیے۔ کل شام کو امیر المؤمنین کے لشکر کے نشانات دکھائی دیے۔ چنانچہ کوشش کرکے مین بھاگ نکلا اور اس طرح یہان پہونچا۔"

معتصم "اسلام کی خدمت تم کس چیز سے کرسکتے ہو؟"

حماد "مین امیر المؤمنین سے شہر کے خفیہ حالات اور راز کے کل واقعات بیان کرسکتا ہون۔ شہر کی فصیلین نہایت مستحکم ہین جیسا کہ دور سے بھی محفوظ دکھائی دیتی ہین۔ لیکن ایک طرف فصیل کے کنارے پانی واقع ہے۔ ملک روم نے

ضرغام (رکتا ہوا) "ہان وہی یاقوتہ جسکے ساتھ امیر المؤمنین نے مجکو عقد کرنیکا حکم دیا تھا۔لیکن چونکہ مجکو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ میرے ایک دوست کی منگیتر ہی اسلیے مین نے اُسکو اپنے مکان مین تو ضرور رکھا مگر بطور امانت کے۔مین اس عدول حکمی کی معافی چاہتا ہون۔اور اعلیحضرت کے مراحم خسروانہ پر نظر کرکے امید کرتا ہون کہ ہم دونون کی خطاؤن سے درگذر فرمانے کے بعد حماد کو یاقوتہ سے عقد کرنے کی اجازت دیجائیگی۔اسوقت نہین بلکہ انشاء اللہ فتح عموریہ کے بعد"

خلیفہ (ضرغام کی شرافت نفس، اسکے مکارم اخلاق پر عشعش کرتا اور مسکراتا ہوا) "مین نے تم دونون کی خطائین معاف کین۔میری خواہش یہ ہے کہ تمھارے ساتھ حماد کو بھی اپنے مصاحبین اور مخصوصین کے زمرہ مین داخل کرون اور انشاء اللہ عنقریب اُسکو خلعت و انعام دے کر خوش کردون"

خلیفہ کے جواب پر دونون نے جھک کر سلام اور ادائے شکریہ کیا۔

خلیفہ "اب عملی کارروائیان بھی شروع کردینی چاہییں۔ اسکے بعد حکم دیا کہ اسکا خیمہ کمر ورفصیل کے سامنے نصب کیا جائے۔فصیل پر مجانیق نصب کرائے جنھون نے تمام لکڑیون کو بات کی بات مین جلا کر خاک سیاہ کردیا۔رومی بڑی بڑی لکڑیان رکھتے جاتے تھے اور منجنیق سے سب کو جلاتے جاتے تھے نوبت یہ پہونچی کہ راستہ قریب قریب صاف ہو چلا اور معتصم نے حصار کا پہلے سے بھی معقول انتظام کرلیا۔ شہر پناہ کے گرداگرد اتنی گہری خندق تھی کہ ادھر سے گذرنا دشوار تھا۔اگر خندق

مانع نہ ہوتی تو لشکر اسلام نے عموریہ پر کب کا قبضہ کر لیا ہوتا۔ سب حیران تھے خندق پار اُترنے کی کوئی صورت نظر نہین آتی تھی۔ سوچتے سوچتے ضرغام نے خلیفہ کو رائے دی کہ بکری کی کھالون مین مٹی بھر بھر کر خندق مین گرانا اور اس طرح اسکو پاٹ دینا چاہیے ضرغام کی رائے صائب اور مناسب وقت تھی خلیفہ کو بہت پسند آئی حکم کی دیر تھی بات کی بات مین خندق نصف تک بھر گیا۔ اسکے بعد یہ صلاح ٹھہری کہ خندق مین اُتر کر جا بجا سیڑھیان لگائی اور موقع موقع سے منجنیق نصب کرانی چاہیین چنانچہ یہ بھی کیا گیا۔

ضرغام کے شوق کی آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ جون جون دیر ہو رہی تھی اسکی جان پر بن رہی تھی۔ خلیفہ سے بار بار اصرار کرتا تھا کہ ہجوم کا حکم ملنا چاہیے کیونکہ اسکو جہان تک پہونچنے کی دُھن سمائی ہوئی تھی مگر معتصم جان بوجھ کر دیر کر رہا تھا۔ سب سے پہلے ہجوم کا اشناس ترکی کو حکم ملا لیکن جگہ اتنی تنگ تھی کہ وہان کسی طرح لڑائی ہو بھی نہین سکتی تھی۔ دوسرے روز افشین نے چڑھائی کی اور تیسرے روز خود معتصم نے معتصم کی فوج مغربی سپاہی اور ترک تھے۔ دوران جنگ مین ضرغام نے وہ شجاعت دکھائی۔ ایسے ایسے زبردست حملے کیے کہ جنکو دیکھکر بڑے بڑے بہادرون کے دانت کھٹے ہو گئے۔ وردان جسکو حماد کے تمام واقعات کی خبر تھی اسکے ساتھ ساتھ تھا۔ ضرغام شیرانہ وار حملہ کرتا سیدھا بطریق ناطِس کے قصر کی طرف جا رہا تھا۔ لڑائی دن کو شروع ہوئی اور رات تک

جاری رہی۔ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ بطارقہ جنھون نے برجیون کو آپس مین تقسیم کر لیا تھا اور جو برجیون سے لڑ رہے تھے کسی بات پر آپس ہی مین جھگڑ بیٹھے۔ اِس خانہ جنگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان مین سے بعض نے صبح کے وقت خود بخود آ کر ہتھیار ڈال دیے اور مسلمانون کو ساتھ لے کر شہر مین پہونچا دیا۔ اب کیا تھا میدان صاف تھا مسلمان فاتحین کی حیثیت سے شہر مین گھس پڑے اور قتل و غارت، لوٹ پاٹ مین جی کھول کر مشغول ہو گئے۔

سب کی مال غنیمت پر نظر تھی اور ضرغام کی قصر بطریق پر معشوق کی رہائی سے زیادہ قیمتی اسکے نزدیک کوئی دوسری چیز نہ تھی۔

دروان کی بھی یہی حالت تھی۔ مختصر یہ کہ لوگون کی کثرت، سپاہیون کے ٹھٹ، نوجون کی بھیڑ سے بمشکل تمام دیر کے بعد قصر تک پہونچنا نصیب ہوا۔ جب تک قصر سے دور تھا اُمید اور آس تھی۔ قریب پہونچکر آس ٹوٹ گئی، امید مایوسی سے بدل گئی، قصر کے دونون در کُھلے ہوے تھے انسان کا تو کیا ذکر ہے ایک پرند بھی نظر نہ آیا۔ قصر اس طرح لوٹا گیا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی جھاڑو دے کر چلا گیا ہے۔ قصر کا گوشہ گوشہ چپہ چپہ چھان ڈالا مگر وہان کون تھا جو ملتا جہان اور ہیلانہ پہلے ہی سے غائب ہو چکی تھین۔ اس وقت ضرغام کے دل مین حماد کے بیان کے متعلق شک ہونے لگا تھا لیکن اسنے شرافت نفس سے کام لیا اور دلکو اس طرح سمجھایا کہ ممکن ہے کہ ہمسے پہلے سپاہیون نے گرفتار کر لیا ہو سوء ظن اچھا نہین

اسوقت ضرغام اور وردان دونون کی یہ حالت تھی کہ ہاتھون کے طوطے اڑ گئے تھے منھ پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین۔

وردان: اب واپس چلیے جنگ سے فرصت پاکر تلاش کی جائیگی۔

باب ۶۲

جہان

لشکر اسلام اس روز برابر صبح سے شام تک لڑتا رہا۔ دوسرے دن صبح کو خلیفہ نے حکم دیا کہ غنائم ایک میدان مین جمع کرکے بیچ ڈالے جائین مسلمانون کو جو غنائم ہاتھ آئے تھے انھین مرد، عورتین اور بچے بھی تھے۔ چونکہ معتصم عجلت کر رہا تھا اس لیے غلامون اور لونڈیون کے نیلام مین پانچ پانچ دس دس مرتبہ آوازین دیجاتی تھین ہان آزاد قیدیون کے لیے تین مرتبہ سے زیادہ بولی نہین بولی جاتی تھی شہر کو منہدم کرکے پہلے ہی آگ لگائی جاچکی تھی۔

سب ان معاملات مین مشغول تھے اور وردان دوران نیلام مین قیدیون، اسیرون کے مجمع مین گھوم گھوم کر جہان اور ہیلانہ کو ڈھونڈھ رہا تھا۔ گھنٹون چکر لگاتا رہا لیکن گم شدون کا سراغ نہ لگا۔ آخر کیا کرتا ہر طرف سے مایوس ہوکر یہ سوچتا ہوا کہ چل کر ضرغام کو خبر دون اور آیندہ کے متعلق مشورہ کرون واپس ہوا حسن اتفاق سے واپسی مین افشین کے لشکر کا راستہ پکڑا۔ کیا دیکھتا ہے کہ جہان کا

ادہر گھوڑا ایک جگہ بندھا ہوا ہی اور سامان اسکے پہلو مین کھڑا ہی۔ گھوڑے کے پہلو مین
سامان کو کھڑا دیکھکر غصہ سے چور ہو گیا کیونکہ اسکو یقین ہو گیا سامان نے جہان کو
کسی نہ کسی طرح افشین کے پاس پہونچا دیا۔ وردان کی یہ حالت تھی کہ جب کبھی سامان کو
دیکھتا فرطِ غضب سے اپنے آپ سے باہر ہو جاتا اسوقت بھی اسکے جی مین آیا تھا
کہ بڑھکے گردن ناپ دے۔ مگر ضرغام کی نصیحت کو یاد کر کے چپ ہو رہا۔ جہان کے
گھوڑے کو دیکھکر وردان پھولے نہین سماتا تھا اگر بس چلتا تو ضرغام کو خوشخبری دینے
کے لیے پر لگا کر اڑ جاتا۔ مختصر یہ کہ گھوڑے کو دیکھکر دوڑتا ہوا ضرغام کے پاس پہونچا
اور تمام واقعات جلدی جلدی بیان کر دیئے اس خبر کو سنکر ضرغام خود بھی اسکے ساتھ
گیا دیکھا کہ گھوڑا واقعًا بندھا ہوا ہی۔ سامان چونکہ اس عرصہ مین جا چکا تھا اسلیے
وہ نظر نہ آیا۔ گھوڑے کی صورت دیکھکر ضرغام فورًا پہچان گیا۔ اسوقت اسکو یقین
ہو گیا کہ جہان اور ہیلانہ بھی اسیر کر لی گئین اور افشین کے ہاتھ لگین۔ اس واقعہ کا
درجۂ یقین تک پہونچنا تھا کہ اسنے فورًا ارادہ کیا کہ افشین کے پاس چل کر جہان
اور ہیلانہ کو طلب کرنا چاہیے۔ لیکن پھر یہ خیال کر کے کہ کہین ایسا نہو کہ اسکا یہ فعل
افشین کو ناگوار گذرے اور آگے چل کر اتحاد کے حق مین برا نتیجہ پیدا کرے شش و پنج
مین پڑ گیا۔ کبھی افشین کے خیمہ مین داخل ہونے کے قصد سے آگے بڑھتا۔ اور کبھی
کچھ سوچ کر پیچھے ہٹتا۔ آخر مین یہ طے کیا کہ اس معاملہ مین خلیفہ کو حکم قرار دینا چاہیے
کیونکہ ادھر سے جو کچھ ہوگا انصاف ہی ہوگا۔ یہ سوچکر واپس ہوا اور سیدھا

معتصم کے پاس پہونچا خلیفہ اس وقت دربارِ عام مین بیٹھا ہوا تھا۔ افسرانِ فوج سردارانِ لشکر، عمائدینِ سلطنت، مصاحبین جوق جوق فتح کی مُبارکباد دیکر آرہے تھے گروہ گروہ واپس جارہے تھے۔ جب لوگون کی آمدورفت بند ہوئی ضرغام نے تخلیہ کی درخواست کی۔ چنانچہ تخلیہ کا ہرطرح معقول انتظام کردیا گیا۔ اسکے بعد معتصم ضرغام کو شجاعت کی داد دیتا ہوا کہنے لگا۔

معتصم "تم غضبناک کیون نظر آتے ہو"

ضرغام "غلام کی کیا مجال جو آقا کے سامنے غضبناک صورت سے آسکے۔ ہان ایک بات کا صدمہ ضرور ہے"

معتصم "صاحب! تمکو کسنے صدمہ پہونچایا؟"

ضرغام "افشین نے مجھپر زیادتی کی ہے۔ بس اسی کا صدمہ ہے"

معتصم "کیسی زیادتی، کس قسم کی زیادتی"

ضرغام "اس زیادتی کا تعلق منصب و مرتبہ سے نہین ہے بات یہ ہے کہ عموریہ مین میری منگیتر تھی افشین کے آدمیون نے اسکو اسیر کرلیا باوجودیکہ افشین جانتا ہے کہ وہ میری منگیتر ہے پھر بھی اسنے اسکو اپنے لیے رکھ لیا ہے"

معتصم کو یہ سُنکر کہ عموریہ مین اسکی منگیتر تھی بڑی حیرت ہوئی چنانچہ کہنے لگا۔

معتصم "ذرا اور تصریح کے ساتھ بیان کرو"

ضرغام "امیرالمؤمنین! خدا آپکی فتح و نصرت کو زیادہ کرے۔ آپ کو یاد ہوگا

جس زمانہ مین مین سامرہ مین تھا آپ نے مجکو یاقوتہ نامی ایک جاریہ عنایت فرمائی تھی
اور حکم دیا تھا کہ مین اس سے عقد کرلون۔ لیکن مین نے امیر المومنین کے حکم کی
مخالفت کی جسکا سبب کل عرض کرچکا ہون۔ امیر المومنین نے میری خطا کو بخش تو دیا
لیکن مین نے اسکے ساتھ عقد کیون نہ کیا اسکا سبب دریافت نہ فرمایا۔ بات یہ تھی
کہ جہان پناہ کی اس نوازش کے پہلے ہی ایک جوان عورت کو دل دے چکا تھا۔
یہ عورت فرغانہ کی رہنے والی ہی۔ شادی کے متعلق تمام معاملات پہلے ہی سے
آپس مین طے پاچکے تھے۔ رسم عقد خوانی کے لیے وہی موقع تجویز کیا گیا تھا جبکہ
مین وفد کے ساتھ فرغانہ کی طرف اعلیحضرت سے اجازت لیکر روانہ ہوا تھا۔ اسی
اثنا مین اس لڑکی کے باپ نے انتقال کیا اور امیر المومنین کا حکم پہونچا کہ مین
جلد سے جلد سامرہ واپس آجاؤن۔ چنانچہ مین یہ حکم پاکر فوراً سامرہ کی طرف روانہ
ہوگیا اور رسم عقد خوانی کسی آیندہ موقع کے لیے ملتوی کردی گئی۔ میری فرغانہ سے
واپسی کے بعد بہت سے واقعات پیش آئے جنکے بیان کرنے مین طوالت ہوگی۔
مختصر یہ کہ میری منگیتر فرغانہ سے بقصد سامرہ روانہ ہوئی راستہ مین گرفتار کرلی گئی
اور مصائب و آلام کا سامنا کرتی ہوئی آخرکار عموریہ مین بطریق ناطس کے مکان
مین پہونچی اور وہین قید تھی۔ جب عموریہ فتح ہوا۔ مین اسکی جستجو مین قصر مین
پہونچا لیکن اسکو وہان نہ پایا۔ پتہ لگاتے لگاتے یہ معلوم ہوا کہ وہ افشین کے
پاس ہے۔ اس خبر کو معلوم کرکے جی مین آیا تھا کہ سیدھا افشین کے پاس چلا جاؤن اور اس سے کہون

کہ میری منگیتر کو میرے حوالہ کر دے لیکن پھر یہ خیال ہوا کہ شاید میرا اس طرح طلب کرنا افشین کی
آزردگی کا باعث ہو اور فوج مین نا اتفاقی پیدا کرے اس لیے مین نے امیر المومنین
ہی سے انصاف کی درخواست کرنا مناسب سمجھا۔“
معتصم۔ (تھوڑی دیر تک سر جھکا کر) ”یہ تو کوئی بڑی بات نہین ہے۔ بس اسی کے لیے
رنجیدہ ہو۔ میرے خیال مین افشین کو تمھاری منگیتر کو تمکو واپس دیتے مین کوئی عذر
نہو گا۔ کیونکہ اسکے پاس اور بھی بہت سی عورتین ہین اور ایسی ہین کہ جنکو مین نے
کئی کئی درہمون پر نیلام کرایا ہے،“ یہ کہکر سیٹی بجائی۔ سیٹی کی آواز پر ایک غلام حاضر
ہوا۔ معتصم نے غلام کو حکم دیا کہ افشین کو بلا لا۔ تھوڑی دیر مین افشین دربار مین داخل
ہوا۔ اور ضرغام کو خلیفہ کے پاس بیٹھا دیکھکر بلائے جانے کے سبب کو سمجھ گیا لیکن
تجاہل عارفانہ کر کے چپ رہا۔
معتصم (افشین سے) ”مین نے تمکو ایک ایسے کام کیلیئے بلایا ہے جسکی صاحب کو بڑی فکر
ہے۔ صاحب کی جو قدر و منزلت میری نگاہون مین ہے وہ تمھین خوب معلوم ہے۔“
افشین (مسکرا کر) ”صاحب کو مین بھی دوست رکھتا ہون۔ اسکو وہ خوب جانتے ہین۔“
معتصم ”صاحب نے مجھ سے یہ بیان کیا ہے کہ جن عورتون کو تمنے اسیر کیا ہے
انکی منگیتر بھی ہے۔ یہ اپنی منگیتر کو تم سے طلب کرتے ہین۔“
افشین۔ عورتین تو بہت سی اسیر کی گئی ہین۔ انمین سے اکثر کو مین نے بیچ بھی ڈالا۔ اور
بیسیون ابھی تک میرے پاس ہین۔ اگر صاحب پانچ مانگین مین دس دینے کو تیار

ضرغام۔ (ٹال مٹول کی باتین سنکر) "بیسیون عورتون سے مجکو کیا کام مین تو اس خاص عورت کو چاہتا ہون جسکو آپ بخوبی جانتے پہچانتے ہین"

افشین "تمھاری مراد کس عورت سے ہی؟"

ضرغام "میرا مقصود جہان دختر مرزبان سے ہی"

افشین (تعجب ظاہر کرتا ہوا) "کیا وہ قیدیون مین شامل ہے؟"

ضرغام "ہان میرا گمان یہی ہی اور اسکے ساتھ ایک رومی عورت بھی ہی اسکا نام ہیلانہ ہے"

افشین (خلیفہ کی طرف مُنھ کر کے) "اگر جہان قیدیون مین ہی تو امیر المؤمنین مجکو اسکے دینے سے معاف رکھین"

معتصم "لیکن صاحب یہ کہتے ہین کہ وہ انکی منگیتر ہی اور وہ جھوٹ کبھی نہین کہینگے"

افشین "امیر المؤمنین سچ فرماتے ہین۔ لیکن یہ لڑکی بمنزلہ میری بیٹی کے ہی مین اسکا ولی ہون۔ اسکے باپ کا لکھا ہوا وصیت نامہ میرے پاس ہی غالبًا صاحب کو بھی اس سے انکار نہو گا"

یہ سنکر خلیفہ ضرغام کی طرف دیکھنے لگا۔ دیکھا کہ اسکا چہرہ غصہ سے متغیر ہو رہا ہے۔ ضرغام معتصم کو اپنی طرف دیکھتا پاکر غصہ کو ضبط کر کے یون گویا ہوا۔

ضرغام "ہان وصیت نامہ کا تذکرہ مین نے بھی سُنا ہی لیکن یہ نسبت اس وصیت نامہ کی تحریر سے پہلے قرار پا چکی ہی"

افشین "اگر یہ صحیح ہے تو موصی کو وصیت نامہ مین ضرور ذکر کرنا چاہیے تھا۔ لیکن اسنے ایسا نہین کیا اسلیے مین یہ خیال کرتا ہون کہ ابھی تک لڑکی کی کسی سے نسبت ہی نہین قرار پائی۔ ایسی حالت مین وصیت نامہ کی رو سے بلا میری مرضی اور میری اجازت کے خواستگاری کا کسیکو کوئی حق نہین" یہ کہکر معتصم کی طرف یون دیکھنے لگا گویا اسکو اس راے مین شریک کرنا چاہتا ہو۔

افشین کے اس جواب پر خلیفہ عجب طرح کے شش و پنج مین پڑ گیا۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ ضرغام کی غرض بھی حاصل ہو جائے اور فوج مین پھوٹ بھی نہ پڑے چنانچہ کہنے لگا۔

معتصم "فرض کرو کہ اس لڑکی کے باپ کو اس نسبت کی خبر نہو یا اسکو لڑکی کے اس خیال سے اتفاق نہو۔ پس تم اسوقت لڑکی کے ولی ہو لہذا ہم لوگ ملکر اس نسبت کو قرار دیتے ہین"

اس سوال پر افشین کے چہرہ سے افسردگی ظاہر ہونے لگی۔ وہ اسوقت عجب مشکل مین پڑ گیا تھا۔ خلیفہ کو آزردہ کرنا بھی خلاف مصلحت سمجھتا تھا اور جہان کو ہاتھ سے جانے دینا بھی نہین چاہتا تھا۔ چنانچہ سر جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔ ضرغام اسکی صورت کو غور سے دیکھتا جاتا تھا اور یہ سوچتا جاتا تھا کہ دیکھیے اب کیا جواب دیتا ہے۔

افشین (سرد مہری سے) "امیر المؤمنین کے حکم مین دم مارنے کی گنجائش نہین لیکن عقد انشاء اللہ اب سامرہ پہونچنے کے بعد ہوگا"

معتصم (ضرغام کی طرف دیکھکر زبان حال سے) "یہ راے صائب معلوم ہوتی ہی"
ضرغام (یہ سوچکر کہ افشین مغالطہ دینا چاہتا ہے اور جہان کو اسکے حوالہ کرنیسے گریز کرتا ہے) "اگر افشین امیر المؤمنین کی راے پر واقعًا عمل کرنا چاہتے ہین اور کسی قسم کا دوسرا عذر نہین تو کم از کم رسم عقد خوانی ہی یہان ہو جاے اور ہم لوگ ہر جگہہ امیر المؤمنین کے زیر سایہ ہی تو ہین"
افشین (مسکرا کر یقین دلانے والے لہجہ مین) "اگر امیر المؤمنین حکم دین تو مجکو اسمین بھی عذر نہین ہے۔ لیکن مین نہین کہہ سکتا کہ عورتین یہان ہین بھی یا نہین میرا گمان ہی کہ وہ سامرہ کو روانہ ہو چکین"
ضرغام افشین کی زبان سے یہ سنکر کہ جہان اسکے لشکر مین ہی بیحد خوش ہوا اور اسی خوشی مین کہنے لگا۔
ضرغام "اگر عورتین واقعًا جاچکین تو عقد سامرہ پہونچنے تک ملتوی رکھا جائیگا لیکن امیر المؤمنین دریافت بھی تو فرمالین"
اسکے بعد خلیفہ نے ایک غلام کو حکم دیا کہ افشین کے لشکر مین جاکر اسکے وکیل سے کہدے کہ جہان نامی عورت کو بھیجدے۔
ضرغام (غلام کو روک کر) "اگر جہان کے نام سے نہ سمجھے تو کہنا کہ جلنار کو خلیفہ نے طلب فرمایا ہے کیونکہ اس اطراف مین وہ اسی نام سے مشہور ہی"
حکم پاکر غلام تو افشین کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور ضرغام امید و بیم کے

عالم مین بیٹھا دل ہی دل مین سوچنے لگا کہ فراق کی اتنی لمبی چوڑی مدت کے بعد
دیدار جانان کی صورت نکلی ہی دیکھیے صورت دیکھکر دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔
کئی گھنٹے بعد غلام نے واپس آکر بیان کیا کہ قیدی صبح ہی کے وقت سامرے
کی طرف روانہ کردیے گئے۔ اسمین شک نہین اس خبر نے ضرغام کے دلپر بجلی گرادی
لیکن بجز صبر وسکوت کے کچھ چارہ نہ تھا اسلیے اظہار رضامندی کرکے چپ ہورہا لیکن
دل مین یہ سوچا کہ خلیفہ کے خیمہ سے نکلتے ہی وردان کو تحقیق خبر کے لیے بھیجنا چاہیے
اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ جہان سامرہ نہین گئی ہے بلکہ ابھی تک افشین کے لشکر مین موجود
ہے تو چاہے کچھ ہو جائے جبراً نکال لانا چاہیے۔

اسکے بعد صحبت برخاست ہوئی۔ ضرغام سیدھا اپنے خیمہ مین پہونچا لیکن وردان
پہلے ہی سے غائب تھا بعض نوکرون سے دریافت بھی کیا اُنھون نے جواب دیا کہ وہ
تو صبح ہی سے دکھائی نہین دیا۔ یہ سُنکر ضرغام خود وردان کے خیمہ مین گیا لیکن
وہان بھی نہ پایا۔ وردان ہی اکیلا غائب نہ تھا بلکہ اُسکے ساتھ حماد کا بھی پتہ نہ تھا۔
ہر طرف سے مایوس ہوکر سوچا کہ آؤ افشین کے لشکر مین خود چلون جہان کا گھوڑا
صبح کو نظر آیا تھا دیکھون کہ اسوقت بھی ہی یا نہین جب افشین کے لشکر مین پہونچکر
گھوڑے کو ڈھونڈھا اور نہ پایا یقین کرلیا کہ افشین نے واقعہ کو سچ بیان کیا
اسکو خلیفہ کے سامنے سفید جھوٹ بولنے کی جرأت کب ہوسکتی تھی۔ دلدہی کے
لیے یہ خیال کافی تھا چنانچہ گھومتا پھرتا ہر طرف نگاہین ڈالتا کہ شاید وردان نظر آجائے

افشین کے لشکر مین پہونچکر جہان پر اسیری سخت گران گذرنے لگی کئی مرتبہ جی مین آیا کہ چلون معتصم باللہ سے فریاد کرون لیکن اس درمیان مین سامان آگیا اور تسلی و دلاسا دے کر یہ کہا کہ چندے اور صبر کرو عنقریب سامرہ پہونچا دونگا سامرہ پہونچکر جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا۔ سامرہ کا نام سنکر اسکو ضرغام یاد آگیا وہ ضرغام کی زندگی کی طرف سے ابھی تک بالکل نا امید نہین ہوئی تھی کچھ کچھ آس باقی تھی۔ چنانچہ یہ سونچکر کہ اگر ضرغام کے دشمن زندہ نہ بھی ہوے تو کم از کم اسکی ان سے حقیقت حال تو معلوم ہو جائیگی سامرہ کا نام سنکر رضامند ہوئی لیکن شرط یہ تھی کہ ہیلانہ کا ساتھ نہ چھوڑونگی سامان کو اسکی فکر تھی کہ ضرغام کو خبر ہونے سے پہلے ہی جہان کو لے بھاگے صبح کے وقت وردان کو تلاش مین گھومتا دیکھکر دوڑتا ہوا افشین کے پاس پہونچا اور یہ کہا کہ جہان کو جلد سے جلد ہٹا دینا چاہیئے کیونکہ لوگ اسکی جستجو مین گشت لگا رہے ہین۔

افشین "کہان بھیجنا چاہیے۔ اچھا سامرہ روانہ کردو"

سامان (حیرت سے دیکھتا ہوا) "سامرہ؟ کیا مین پاگل ہو گیا ہون کہ سامرہ لیجاؤن"

افشین "بیشک مین غلطی پر تھا۔ سامرہ لیجانا سراسر عقل کے خلاف ہے اچھا سیدھے اشروسنہ لیجاؤ دیکھو نہایت ہوشیاری سے کام لینا عنقریب مین بھی پہونچتا ہون"

اسکے بعد سامان نے جلد جلد سامان سفر اور زاد راہ بار کرایا اور محافظت کے لیے چند ایسے سپاہیون کو جو راستہ سے بھی واقف تھے ساتھ لے کر بھاگ نکلا۔

خلیفہ کا غلام جہان کو لینے کو اس وقت آیا ہے جبکہ روانگی کو کئی گھنٹے گذر چکے تھے۔

ضرغام کی یہ حالت تھی کہ کچھ کرتے دھرتے بن نہین پڑتی تھی۔وردان اور حماد کی غیر حاضری
نے اسکو اور بھی بے دست وپا کر دیا تھا۔ جہان اور خیالات تھے وہان رہ رہکر اسکو یہ بھی
خیال ہوتا تھا کہ کہین ایسا نہو کہ افشین کے ہاتھون کسی تازہ آفت مین گرفتار ہو گئے ہون
فتح کے بعد بھی لشکر اسلام عموریہ مین کئی روز تک مقیم رہا۔ پانچ دن تک غنائم کے
نیلام ہی مین صرف ہو گئے حالانکہ بہت عجلت سے کام لیا جارہا تھا۔اس نیلام مین تجار
یہود کو بہت بڑا فائدہ پہونچا۔اور باقی ایام شہر کے انہدام اور آتشزدگی مین صرف
ہوے فتح کے بعد بھی بہت سے لوگ مارے گئے بطریق ناطس نے اپنے ہتھیار ڈالدیے
ان تمام کامون سے فارغ ہوکر معتصم نے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔اس درمیان
مین ضرغام کے صدمات مین روز بروز اضافہ یوماً فیوماً ترقی ہی ہوتی رہی لیکن خلیفہ
کے حکم کی مخالفت کیونکر کرتا گو بیدلی ہی سے سہی مگر واپس ہونا ہی پڑا۔راہ کی نسبت
تو کچھ ایسا خیال نہ تھا۔ہان سامرہ پہونچکر کسی تازہ خبر کے ملنے کی اسکو ضرور امید
تھی۔دوران واپسی ہی مین جبکہ یہ اپنے گھوڑے پر سوار چلا جارہا تھا دور سے
دو سوار آتے دکھائی دیے۔دیکھتے دیکھتے گھوڑے بھی صاف نظر آنے لگے۔گھوڑونکو
دیکھکر پہلو مین اسکا دل دھڑکنے لگا کیونکہ ان سوارون مین سے ایک کی چال پر
اسکو وردان کا یقین ہونے لگا تھا۔چنانچہ ان سوارون سے جلدی ملنے کے شوق
مین اسنے اپنے گھوڑے کو کسی قدر تیز کر دیا۔جب قریب پہونچا دیکھا کہ آنے والے
وردان اور حماد تھے۔

ضرغام "ورداں!"

ورداں "حضور حاضر ہوں" ان مختصر الفاظ کو ورداں نے ایسے لب ولہجہ مین ادا کیا جس سے کامیابی ٹپک رہی تھی"

ضرغام (لشکر کی طرف واپس ہوتا ہوا) "بھائی کہان چلے گئے تھے۔ مجکو تم دونوں کی طرف سے سخت انتشار تھا۔

ورداں "ہم لوگ سامرہ مین تھے"

ضرغام "کیوں وہان کیوں گئے تھے"؟

ورداں (ہنستا ہوا) "ہم لوگ دونوں عروس کو سامرہ پہونچاکر واپس آرہے ہین۔

ضرغام "کونسی دونوں عروس"

ورداں "جہان اور سیلانہ"

ضرغام "کیونکر پہونچایا' قصہ کیا ہی جلد بیان کرو"

ورداں "مین نے آپ کو افشین کا اسدرجہ پاس کرتے دیکھا کہ آپ اس سے خود تنہائی مین ملتے اور معاملات کا تصفیہ کرتے ہوئے ہچکچا رہے تھے آپنے اس قضیہ کو جو خلیفہ کے سامنے پیش کیا اسکی وجہ یہی تھی۔ مین یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ افشین آپکو دھوکہ مین رکھکر جہان اور سیلانہ کو ایسی جگہ بھیجنا چاہتا ہی جہان جہان پہونچ نہ سکے دونوں کی جاے قیام کو معلوم کرکے اس خیال کی تصدیق بھی ہوگئی۔ اس وقت مجکو یہ خیال ہوا کہ یہ معاملہ یون چلتا نظر نہین آتا لہذا قوت سے کام لینا چاہیے۔ چونکہ

آپ سامان کے بارے مین مجکو اکثر روکتے رہے۔ اس معاملہ مین حسب دلخواہ مشورہ کی کب امید ہوسکتی تھی اسلیے مین نے آپ سے ذکر ہی کرنا بیکار سمجھا۔ ایک روز جب یہ معلوم ہوا کہ افشین نے سامان کو جہان اور رہیلانہ کو ساتھ لے کر غائب ہوجانے کا حکم دیا ہے مین نے اور حماد نے یہ ٹھان لی کہ چاہے جو کچھ ہو سامان سے زبردستی چھین لینا چاہیے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور اس وقت دونون کو خیر و عافیت سے آپکے قصر مین پہونچا کر سامرہ سے واپس آرہے ہین اور سامان کو قید کردیا ہے۔

ضرغام (خوش ہوکر) "افشین نے خلیفہ کے حضور مین اس بات کا حتمی وعدہ کیا تھا کہ سامرہ پہونچکر جہان سے میرا عقد کردیگا۔ کیا اس عہد پر باقی رہنا تم لوگون کے خیال مین مناسب نہ تھا؟"

وردان "آپ کو یہ کیونکر یقین ہوگیا کہ وہ ان دونون کو سامرہ ہی بھیجنا چاہتا تھا۔ اگر اسکو سچا بھی فرض کرلیا جائے لیکن ہم لوگون کو اتنا صبر کہان تھا۔ اس بارے مین نہ مین نے آپ کو خبر دی اور نہ آپ سے صلاح و مشورہ ہی کیا مقصود یہ تھا کہ اس جرم مین آپ شریک نہون رہا مین۔ پس مین یقیناً مجرم ہون افشین جس وقت مجھ سے سوال کریگا مین جواب دے لونگا۔

ضرغام (حماد سے) "دوست! یاقوتہ سے بھی ملے تھے؟ یقین ہے ملکر بہت خوش ہوے ہوگے۔ ہان اور تم کیون واپس آئے؟"

حماد "آپ کا ساتھ دینا لازم تھا واپس کیسے آتا؟"

ہر کمانڈر کی فوج اپنے اپنے افسر کے ساتھ کوچ ومقام کرتی ہوئی جارہی تھی اور ضرغام معتصم کے ساتھ تھا۔ چلتے چلتے ایک جگہ رات ہوگئی اور فوج نے شب بسر کرنے کی غرض سے قیام کیا۔ شب کے وقت وردان نے ضرغام سے اُن سازشون کے متعلق جو معتصم کے قتل کے بارے مین کی جارہی تھین کچھ نئی باتین، تازہ خبرین بیان کین اور اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر ان واقعات کی خلیفہ کو فورًا اطلاع نہ کی گئی تو اسکی زندگی کی طرف سے ہاتھ دُھونا پڑیگا۔ ضرغام اپنے دشمن حارث سمرقندی کی مکاریون کی طرف سے چونکہ مطمئن نہ تھا اس لیے خود اپنی زبان سے خلیفہ سے ان باتون کو بیان کرنا نہین چاہتا تھا۔

حماد (سبقت کر کے) "خلیفہ سے مین بیان کرونگا۔ لیکن مجکو تخلیہ مین ملادینا آپ کا کام ہے"

ضرغام "تو پھر اسی وقت چلو" یہ کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔ جسوقت دونون شاہی خیمہ کے قریب پہونچے ہین عشا کا وقت تھا حصول اجازت کے بعد ضرغام خلوت مین داخل ہوا حماد اسکے ساتھ ساتھ تھا۔

خلیفہ "صاحب، کہو کیا خبر ہے"

ضرغام "میرے دوست، امیر المومنین کے غلام کو کچھ خفیہ باتین معلوم ہوئی ہین اگر اجازت ہو تو وہ گوش گذار کرے"

خلیفہ۔ (حماد سے) "بیان کرو لیکن سچ سچ کہو"

ادھر جہان کی یہ حالت تھی کہ جبتک وردان اور حماد سے ملاقات نہین ہوئی تھی ضرغام کے زندہ ہونے ہی مین اسکو شبہ تھا۔ خدا بھلا کرے وردان اور حماد کا جنھون نے اسکی مایوسیون کو دور کر دیا اور ضرغام کی سلامتی کی خبر سنا کر امیدون کی منہدم شدہ عمارت کو ایک مرتبہ پھر قائم کر دیا۔

وردان اور حماد جس وقت جہان کو چھین لینے کے ارادہ سے جانیوالی جماعت پر جھپٹے ہین جہان یہ خیال کر کے کہ پھر کوئی تازہ بلا آئی خدا سے چھٹکارے کی دعائین مانگنے لگی۔ اور انکے حملون کو روکنا بھی چاہتی تھی کہ دفعتًا وردان کی آواز کانون مین پہونچی یہ آواز کسی اجنبی کی آواز نہ تھی چنانچہ دونون آواز دینے والے کی طرف مڑین وردان کی صورت دیکھکر دونون کو کیسی خوشی ہوئی اسکا پوچھنا ہی بیکار ہے اور خاص کر ہیلانہ کی مسرتون کا کیا کہنا۔ اس بچھڑے ہوے شوہر کی صورت دیکھکر جسکو یہ مردہ سمجھے ہوئی تھی اپنے تئین قدمون پر گرا دیا۔ عاشق زار شوہر نے بازو پکڑ کر بیوی کو قدمون سے جدا کیا اور محبت آمیز الفاظ مین دلدہی کی اسکے بعد وردان نے سپاہیونکو سامان کی گرفتاری کا حکم دیا اور یہ کہدیا کہ مشکین اس طرح کس کر باندھی جائین کہ کہین بھاگنے نہ پائے۔ ان تمام کامون سے فرصت کر کے نہایت احترام سے جہان کی طرف بڑھا۔

جہان "وردان"

وردان "میری مخدومہ حاضر ہون اور سلامتی و ملاقات کی نذرون کے ساتھ

حبیب کی آس نہ ہوتی تو قصر جہنم سے بھی بدتر نظر آتا۔ یہ تمام اُلجھنیں، ساری پریشانیاں کیون تھین اسلیے کہ اسکی آنکھون مین وہ نقشہ کھینچ رہا تھا جو فرغانہ مین اپنے مکان سے محبوب کو آخری مرتبہ رخصت کرتے وقت پیش نظر رہ چکا تھا۔ ضرغام کا لباس سفر مین رخصت کے لیے آنا۔ چلتے چلتے صبر وسکون کی تاکید کرنا، رخصت ہو کر مکان سے نکلنا، اپنا دروازہ تک آنا، دروازہ سے اپنے عاشق زار کو جاتا دیکھنا، محبوب کا دیکھتے دیکھتے آنکھون سے اوجھل ہو جانا، چاہنے والے کو سفر پر آمادہ کرکے اپنا پچھتانا، طبیعت کا اُمنڈ آنا، پہلو مین دل کا مچلنا یہ سارے واقعات ایک ایک کرکے یاد آرہے تھے۔

اسی اثنار مین معتصم کے مظفر و منصور واپس آنے کی خبر آئی۔ خلیفہ کی کامیاب مراجعت پر سامرہ کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا۔ شہر مین بڑے جوش و خروش کے ساتھ آئینہ بندی ہونے لگی، چپہ چپہ، گوشہ گوشہ، گلی کوچہ، سڑکین، بازارین آراستگی مین عروس کو بھی شرما رہی تھین۔ محلون، قصرون، مکانون پر اسلامی نشانات کے پھریرے لہرانے لگے، کہین سے ڈھول کی آوازین آرہی تھین کسی طرف سے شہنائی کی خوش آیند صدائین۔ شہر کا ہر کس و ناکس، چھوٹا بڑا، امیر و فقیر، جوان و پیر خوش و مسرور، ہشاش بشاش نظر آتا اور ایک دوسرے کو فتح کی مبارکباد دے رہا تھا۔ شہر مین عجب چہل پہل تھی۔ عجب رونق تھی، عجب سین تھا عجب منظر تھا اہلِ شہر کے چہرون سے رنج و غم، افکار و انتشار دور۔ جدھر دیکھیے خوشی کا دور دورہ،

تھا" ان الفاظ کو ختم کرتے کرتے اسکی آہوانِ ختن کو چشم نمائی کرنیوالی آنکھین چھلکنے لگین پیمانۂ چشم
بھر گئے' ضرغام کو ایسی تیز نگاہون سے دیکھنے لگی جنے ضرغام کے دلپر تیر جگر دوز کا کام کیا۔
ضرغام "انھین آنسوؤن کے ساتھ تمکو آگ لگنے کا خوف تھا"
جہان "ہان! لیکن خوشی اور غم کے آنسوؤن مین بہت بڑا فرق ہے۔ بہر کیف مین ہر حال
مین خدا کا شکر کرتی ہون" یہ تمام باتین ہو رہی تھین اور ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ مین تھا۔
ضرغام (آنکھون سے آنکھین ملاکر) "مین دیکھتا ہون کہ تم خدا کا شکر کرتی ہو حالانکہ تمکو اور مرد
کا شکر کرنا چاہیے۔ یہ تبدیلی کب واقع ہوئی"؟
جہان (بیٹھنے کی غرض سے آگے بڑھتی ہوئی) "یہ تبدیلی اُسی روز واقع ہوئی جس روز مین
کسی کو دل دے چکی اور اپنی حالت بدل چکی۔ یہانتک کہ اپنے وجود اپنے حرکات
وسکنات، اپنے اقوال وافعال سے بیخبر ہو چکی، طبیعت پر اختیار دل پر قابو
نہ رہگیا اور میری زندگی، میری حیات ضرغام کی زندگی، ضرغام کی حیات سے
وابستہ ہو چکی۔ اب مجکو اس زمانہ کی جسمین مایوسیون کا مقابلہ کرنا پڑا مطلق پروا
نہین۔ میرے لیے وہ ساعت کیسی بُری ساعت تھی جبکہ بھائی سامان اور اُن دوسرے
آدمیون نے جنکو مین نے تمھاری تلاش مین سامرہ روانہ کیا تھا آکر یہ بیان کیا
کہ تم سامرہ مین نہین ہو بلکہ بعضون نے تو یہانتک بیان کیا کہ تمھارے دشمنون کا
دنیا مین وجود ہی نہین ہے۔ لیکن اسوقت مین ان تمام پچھلے واقعات، گذشتہ واردات
کو بھول بیٹھی میرا خیال تو یہ ہے کہ خدا کی خدائی مین اسوقت مجھسے زیادہ

ضرغام کو خیال ہوا کہ اگر کوئی دیکھ لیتا تو دل مین کیا کہتا۔ چنانچہ سلسلۂ کلام کو جاری کرنے کے لیے کہنے لگا:

ضرغام ”دوران فراق مین جو جو واقعات تمپر گذرے، جن جن مصیبتون کا تمکو مقابلہ کرنا پڑا بہت جی چاہتا ہے کہ خود تمھاری زبان سے سُنون بعض واقعات معلوم ہوے ہین لیکن غیرون کی زبانی تمھارے بیان مین کچھ اور ہی لذت حاصل ہوگی۔ اسمین شک نہین میرے حالات کے سننے کا تمکو بھی ویسا ہی اشتیاق ہوگا جیسا مجکو ہے لیکن داستانِ فراق چونکہ طولانی ہے۔ تفصیلی بیان مین کافی وقت کی ضرورت ہے اسلیے کسی فرصت کے وقت پر موقوف رکھو۔ پیاری تمنے سچ کہا کہ محبت کی راہ مین جتنی زیادہ تکلیفین اُٹھانی پڑتی ہین۔ لذت محبت اُتنی ہی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ فراق کے صعوبات جدائی کے صدمات نے ہماری باہمی محبت کی لذتون کو اتنا خوش گوار بنادیا ہے جسکی کوئی انتہا ہی نہین۔“

جہان۔ (اتفاق کرتی ہوئی) ”سچ کہتے ہو مایوسیون کے بعد ہماری اسوقت کی سچی مسرتون کا اندازہ کرنا محال ہے۔ ہان اب ذرا دوسرون کی بھی خبر لینی چاہیے۔ مان سے بھی ملے ہو؟“

ضرغام ”ابھی تک تو نہین ملا ہون۔ لیکن اب جاتا ہی ہون۔“

جہان ”تم کو اس ضعیف مان کا دم غنیمت سمجھنا چاہیے۔ یہی نہین بلکہ صبح و شام

ہاتھ پانون چومنے چاہیے۔ اسوقت تمسے ملنے کی مشتاق ہونگی"۔

اسکے بعد دونون مکان کی طرف روانہ ہوے آفتاب جو پہلے ہی سے بیٹے کی منتظر بیٹھی ہوئی تھی پانون کی آہٹ سے آنے والے کو پہچان کر فرط محبت مین دونون ہاتھ پھیلا دیے۔ فرمانبردار بیٹے نے اپنے تئین مان کی گود مین ڈال دیا اور شفیق مان کلیجے سے لگا کر پیار کرنے لگی۔

آفتاب "بیٹا مین تمکو تمھاری عروس کے ملنے پر مبارکباد دیتی ہون تمھین کو نہین بلکہ خود اپنے کو بھی مُبارکباد دیتی ہون"۔

یہ سنکر جہان نے بڑھکر سلام کیا، ہاتھون کے بوسے لیے اور اسکی محبتون شفقتون کا شکریہ ادا کرتی ہوئی یاقوتہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ یاقوتہ ضرغام اور جہان دونون کے استقبال کیلیے پہلے ہی کھڑی ہوئی تھی چنانچہ جہان ضرغام کیطرف خطاب کرکے کہنے لگی:۔

جہان "میری غیرحاضری مین تم کو یاقوتہ کی صورت دیکھکر بھی تسکین نہین ہوتی تھی"

ضرغام "بہت کم تسکین ہوئی بلکہ یون کہنا چاہیے کہ آتش شوق اور بھڑک اُٹھتی تھی۔ ہان اتنا ضرور کہونگا تمھاری ملاقات کی باعث یہی مشابہت ہی ہوئی۔ انشاء اللہ اس قصّہ کو بھی عنقریب بیان کردونگا۔

غرض گھنٹون اسی قسم کی باتین ہوتی رہین یہانتک کہ خاصہ تیار ہونے کی اطلاع کی گئی۔ دسترخوان بچھا اور سبھون نے ساتھ مل کر اطمینان سے کھانا کھانا شروع کیا۔

باب ۶۵

افشین کا مقدمہ

اسی اثنا میں خادم خلیفہ نے ضرغام کو اطلاع کرائی کہ جہان پناہ یاد فرماتے ہین۔ چنانچہ ضرغام درباری لباس پہنکر دربارِ عام کی طرف غلام کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ دربار عام کے پھاٹک پر اشروسنی غلامون کا ایک ٹھٹ لگا ہوا تھا۔ اِن غلامون کو دیکھکر ضرغام سمجھ گیا کہ افشین اندر ضرور ہے۔ مختصر یہ کہ ضرغام دربار مین داخل ہوا خلیفہ معتصم باللہ شاہی تخت پر رونق افروز تھا۔ افشین ایک کرسی پر خلیفہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور وردان و حماد ایک طرف کھڑے ہوے تھے۔ دربار مین پہونچکر ضرغام رسم سلام بجالایا خلیفہ نے سلام کا جواب دے کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ضرغام (کھڑا ہی رہ کر) ”امیر المؤمنین! بیٹھنے کے پہلے مین ایک بات عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہون“

خلیفہ ”ہان شوق سے کہو“

ضرغام (وردان کی طرف اشارہ کرکے) ”مین امیر المؤمنین سے بطریق وردان کو جو آرمینیا کے اکابر بطارقہ سے ہے اور جسنے فتح بذ اور عموریہ کے مواقع پر فوج اسلام کی قابل قدر خدمتین کی ہین مِلا نا چاہتا ہون“

ضرغام کے ان الفاظ کو سنکر خلیفہ اور افشین دونون کی صورت سے حیرت ٹپکنے لگی

خلیفہ: وردان تمہارا خادم نہین ہے؟"

ضرغام: میرا یہی گمان تھا لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ حقیقت وہ نہین ہی جو مین سمجھے ہوئے تھا۔ امیر المومنین کو ہر طرح کا اختیار ہے۔ اگر غیر مناسب نہو تو اسکو بھی بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرما دی جائے۔"

خلیفہ: لیکن اسوقت تو وہ مجرم کی حیثیت سے کھڑا ہی۔ تمکو جو مین نے بلایا ہی تو صرف اسی لیے کہ یہ مقدمہ تمھارے سامنے سُنا جائے۔ اور اسمین تمھاری شہادت لی جائے۔"

ضرغام: امیر المومنین کی اطاعت ہر حال مین فرض ہے۔" یہ کہکر بیٹھ گیا اور خلیفہ کی باتون کو کان دے کر سُننے لگا۔

خلیفہ: افشین کا بیان ہے کہ وردان اور حماد نے اسکے آدمیون پر بہت بڑا ظلم و ستم کیا ہے اور اُن دونون قیدی عورتون کو جنکے معاملات کو مین نے سامرہ کی واپسی پر اُٹھا رکھا تھا زبردستی چھین لیا۔"

ضرغام: ہان انھون نے ایسا ضرور کیا۔ پس امیر المومنین کو جو فردِ جرم قرار دینی ہے میرے متعلق قرار دینی چاہیے۔ اسلیے کہ انھون نے جو کچھ بھی کیا میرے لیے کیا اگرچہ میرے حکم سے نہین کیا۔ تاہم مین اُنکے اس فعل کی تائید کرتا ہون۔ بہر حال یہ حماد (حماد کی طرف اشارہ کرکے) وہ شخص ہے جسکو امیر المومنین بخوبی جانتے ہین۔ جانتے ہی نہین ہین بلکہ اسکی سچی خدمتون کے معاوضہ مین خلعت و انعام بھی عطا فرما چکے ہین اور سامرہ پہونچنے کے بعد اور بھی بہت کچھ دینے کا وعدہ فرما چکے ہین ایسی حالت مین

کہہ رہے ہو پس اسکے معاملات ہی خاص حیثیت رکھتے ہین کیونکہ اُسکے باپ کی وصیت
کی روسے مین اُسکا ولی ہون"

یہ سنکر وردان آگے بڑھا اور بعد اجازت خلیفہ سے خطاب کرکے کہنے لگا۔

وردان "امیر المومنین کے نزدیک افشین کا وصی ہونا بھی ثابت ہوا؟"

خلیفہ (اس جملہ پر افشین کی طرف دیکھتا ہوا) ہان وہ وصیت نامہ کہان ہے؟"

افشین "میرے پاس ہے ... کیا مین جھوٹا ہون"

خلیفہ "جھوٹ سچ کا ذکر نہین ہے۔ قبل صدور حکم شریعت کے لیے دلیلون کی ضرورت
ہے۔ وصیت نامہ کے اخفا مین تمھارا کوئی فائدہ ہے؟"

افشین (حیران ہوکر مغالطہ دینے کی نیت سے) "اگر فوج اسلام کا کمانڈر اشروسنہ کا
تاجدار افشین جھوٹ بولے اور یہ ادنیٰ حیثیت کا آدمی سچ کہے تو ایسی دنیا پر
ہزار ہزار اسلام"

وردان "مجکو تحریر وصیت نامہ سے انکار نہین ہے لیکن مین یہ چاہتا ہون کہ
امیر المومنین آخر یہ بھی تو سمجھ لین کہ افشین والیِ اشروسنہ ہی کون شخص ہے"

افشین (غصہ سے مبہوت ہوکر) "امیر المومنین کے حضور مین افشین امیر لشکر اسلام سے
اس قسم کا کلام کرنا کسی طرح جائز نہین اگر فرض بھی کرلیا جائے کہ وصیت نامہ گم ہوگیا، یا
چوری گیا، یا جل گیا پس اسکے ضایع ہونے کی صورت مین بھی کیا مین جھوٹا قرار
دیا جاؤنگا اور وہ بھی ایسی حالت مین کہ الزام دینے والا نفس وصیت نامہ سے

انکار نہین کرتا۔ واقعات کے ان تمام پہلوؤن پر نظر کرتے ہوے نص کی ضرورت ہی کیا رہجاتی ہے"

وردان "جناب عالی! بگڑیے نہین۔ امیر المومنین تشریف رکھتے ہین ضبط سے کام لیجیے، غصہ کو تھوک دیجیے۔ مقدمہ کے فریق کی حیثیت سے مضمون وصیت نامہ کا پڑھکر سُنانا آپ پر فرض ہی"

افشین (پہلے سے زیادہ ناک بھوین چڑھاکر) "وصیت نامہ گم ہوگیا اور مجکو مضامین بھی یاد نہین"

وردان "مین بیان کرون ... بعض فقرات امیر المومنین کو سُناؤن"

خلیفہ "ہان ہان سُناؤ"

وردان "مین امیر المومنین سے زیادہ کچھ نہین کہنا چاہتا۔ میرا اتنا ہی کہدینا کافی ہی کہ وصیت نامہ خدا کے نام کے بدلے مجوسیون کے معبود اور مزد کے نام سے شروع کیا گیا ہے اور قاضی شرعی کے عوض مین موبد کاہن مجوسی کی گواہی ثبت ہے۔ کیون جناب کمانڈر صاحب! اس سے آپ کو انکار تو نہین ہی"

یہ سُنکر افشین کو اور بھی طیش آیا سمجھ گیا کہ ان باتون کے بیان سے وردان اسکے پردہ کو فاش کرکے ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ اپنی غلطی اور معاملات کے نتیجہ پر غور کرکے بہت پچھتایا اور جواب مین بناوٹ سے کام لیتا ہوا کہنے لگا۔

افشین "وصی کرنے والا ظاہر ہے کہ مجوسی تھا اگر اُسنے وصیت نامہ اپنے مذہب

اور اپنے ملک کے رسم ورواج کے مطابق تحریر کیا تو اس سے کونسا اعتراض قائم ہو سکتا ہے۔ غالباً اس بیان سے تم مجکو مجوسی ثابت کرنا چاہتے ہو۔ تمھاری جسارت تو اب حد سے بڑھ گئی"

ورداں (خلیفہ کی طرف خطاب کر کے) "مین امیر المؤمنین سے کچھ اور عرض کرنا چاہتا ہون"

خلیفہ "تم مجرم کی حیثیت مین ہو اپنی صفائی مین جو کچھ کہنا چاہو کہہ سکتے ہو"

ورداں۔ (افشین کی طرف خطاب کر کے) "مین آپ کو بلاوجہ مجوسی ثابت کرنا نہین چاہتا جسکو آپ تہمت فرما رہے ہین تہمت نہین ہی بلکہ حقیقت واقعہ ہی۔ مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ آپ مجوسی ہین اور ضرور ہین اس سے آپ انکار کرین تو ثبوت پیش کرون۔ سنیے مجوسی ہونے کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آج تک آپ اورمزد کا سجدہ کرتے ہین اور موبدون کے آگے سر جھکاتے ہین۔ ابتک موقع ہی نہین ملا ورنہ آپ نے سلطنت اسلامیہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہوتا فرغانہ کا کارشان شاہ (آتشخانہ) میرے بیانات کا شاہد بین موجود ہے"

خلیفہ (ورداں کی ان باتون کو موضوع مجلس کے حدود سے خارج سمجھکر) "اس تہمت کو موضوع مجلس سے کوئی تعلق۔ خارجی باتون کے ذکر سے فائدہ کیا ہی۔ اس وقت تو دراصل اسکی تحقیقات مقصود ہے کہ اسیر عورتین زبردستی چھینی گئین یا نہین اور اگر ایسا ہوا تو کیون؟"

ضرغام ”امیر المومنین کی خدمت مین عرض کر چکا ہون کہ اس معاملہ مین مجرم مَین ہون ان مین سے ایک تو میری منگیتر ہے اور وہ میرے مکان مین ہے۔ افشین وصیت نامہ کے صحیح ثابت ہونے کی صورت مین اسکو میرے حبالۂ نکاح مین دینے کا وعدہ کر ہی چکے ہین۔

خلیفہ ”حبالۂ عقد مین دیا جانا یا نہ دیا جانا ایک ایسی بات ہے جس سے اس وقت بحث نہین - ہم تو اس وقت زبردستی چھین لینے کے بارے مین جواب چاہتے ہین“

وردان ”امیر المومنین نفس فعل یعنی چھین لینے سے مجکو انکار نہین لیکن ایسا مین نے کیون کیا اور کب کیا۔ اُسوقت جبکہ مجکو قطعی طور پر معلوم ہو چکا کہ عورتین بجائے سامرہ کے اشروسنہ بھیجی گئی ہین تاکہ جہان مسلمانون کی سب دولت گئی یہ دولت بھی وہین رہے اور اس طرح موقع پاکر سلطنت اسلام تباہ و برباد کر دی جائے۔

یہ سُنکر خلیفہ افشین کی طرف جسکی داڑھی کے بال سینہ پر اُڑ رہے تھے اور جسکے ہاتھ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈے ہو رہے تھے دیکھنے لگا۔

خلیفہ (افشین کی طرف خطاب کر کے) ”یہ الزام تو بہت بڑا معلوم ہوتا ہی۔ مجکو امید نہین کہ تم اسکا جواب دے سکوگے“

افشین ”یہ اسکی افترا پردازیان ہین۔ سفید جھوٹ اسی کا نام ہے تحقیق کے وقت حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ اچھا اس مقدمہ کو اب کل پر اُٹھا رکھا جائے“

وردان ۔ امیر المومنین اس مقدمہ کی کل سماعت فرمائین یا کل کے بعد یہ جہان پناہ کی

مرضی پر موقوف ہو لیکن اسکی کون ضمانت کرتا ہو کہ مجرم سامرہ مین کل تک رہیگا بھی؟"

خلیفہ "جوسق مین قید رہیگا" یہ کہکر داروغہ حوالات کی طرف اشارہ کیا جسنے افشین کو حراست مین لے کر فوراً ہتھیار رکھوا لیے۔ اُسوقت افشین کے ہاتھون کے طوطے اُڑ چکے تھے لیکن بناوٹ کی ایسی چال سے جس سے صاف تصنع ظاہر ہو رہا تھا اکڑتا جھومتا ہوا روانہ ہوا۔

افشین کے جانے کے بعد خلیفہ نے وردان کو بھی جانے کا اشارہ کیا۔ جب ضرغام اور خود اسکے سوا کوئی دوسرا نہ رہا تو یون گویا ہوا۔

خلیفہ "خدا ان مجوسیون کا برا کرے جو ہماری سلطنت مین داخل، ہمارے معاملات مین شریک ہوے اور ہمین کو دھوکہ دینے لگے۔ اگر انکی تلوارون سے کچھ نفع پہونچا تو یہ تو خداداد بات تھی۔

صاحب! دیکھا؟"

ضرغام "امیر المومنین تو انکے ارادون سے پہلے ہی سے واقف تھے مجکو ابھی تک یاد ہو کئی مرتبہ شکایت بھی فرمائی تھی"

خلیفہ "تمھارے دوست وردان نے جو باتین بیان کین مجکو پہلے سے معلوم تھین گورنر خراسان نے اکثر خطوط مین افشین کے ارسال دولت کی شکایت لکھی لیکن مین نے صبر سے کام لے کر سکوت اختیار کیا، اسکے مجوسی ہونے کے بارے مین بھی بہت سی عرضیان گذرین۔ اُن عرضیون مین افشین کا بتون کو پوجنا

خلیفہ نے ضرغام سے تذکرہ کیا تھا مقدمہ پیش کیا۔ سب سے پہلے وہ گواہ پیش کیے گئے جنکو افشین نے مسجد بنانے کے جرم مین درے لگوائے تھے۔ ان گواہونکی پشت سے کپڑے ہٹا دیے گئے تھے۔ پشت کے گوشت درون کے صدمات سے جا بجا سے اُڑ گئے تھے۔

وزیر (افشین کی طرف خطاب کرکے) "اِنکو پہچانتے ہو؟"

افشین "ہان پہچانتا ہون۔ ایک مؤذن اور دوسرا پیش امام ہے۔ ان دونون نے اشروسنہ مین ایک مسجد تعمیر کی تھی اور مین نے ہر ایک کو ہزار ہزار درے لگوائے تھے۔ جسکی وجہ یہ تھی کہ میرے اور ملک سعد کے مابین اس بات کا معاہدہ تھا کہ ہر مذہب، ہر ملت والون اور ہر قوم کو پوری مذہبی آزادی دینی چاہیے۔ ان دونون آدمیون نے ایک آتشخانہ کو مسمار کرکے اور بتون کو پھینک کر وہان مسجد تعمیر کی چونکہ معاہدہ کے شکست کی طرف انھون نے اقدام کیا بلکہ معاہدہ کو توڑ دیا۔ اسی جرم مین ان کو یہ سزائین دین۔

وزیر "تمھارے پاس سنہری جلد کی وہ کون سی کتاب ہے جسمین خداوند عالم کی نسبت کفر کے کلمات لکھے ہوے ہین"

افشین "یہ کتاب مجکو باپ سے میراث مین ملی ہے۔ اس کتاب مین عجمیون کے آداب اور کفر لکھے ہوئے ہین۔ مین نے طریقون، آداب کو اختیار کیا اور کفر کو ترک کر دیا مین نہین سمجھتا کہ یہ باتین مجکو اسلام سے کیونکر خارج کر سکتی ہین"

لیکن اسلام مین داخل ہونے کے قبل چونکہ اطاعت مین فرق آنے کا خوف تھا اسلیے مین نے ان کو اس عنوان تحریر سے باز رکھنے کی کوشش نہین کی"

اس کے بعد مازیار نے وزیر محمد بن عبدالملک کے ہاتھ مین ایک خط دیا۔

وزیر (افشین کو خط دکھلا کر) "اس خط کو تمنے لکھا ہے"

افشین "نہ"

مازیار "اس خط کا کاتب افشین کا بھائی اور مکتوب الیہ میرا بھائی ہے مضمون خط یہ ہے کہ دین ابیض (دین مجوس کی نصرت و مدد کرنے والے صرف تین شخص تھے ایک بابک، دوسرے تم اور تیسرا مین۔ بابک اپنی نادانیون کے سبب جان سے ہاتھ دھو بیٹھا دنیا اُس سے خالی ہوچکی۔ حالانکہ بھائی جان نے اسکو بہت سمجھایا اور بڑی کوششین کین کہ کسی طرح راہ پر آجائے اور اس طرح سزائے موت سے بچ جائے لیکن ہٹ دھرم کسی طرح بھی راضی نہ ہوا، اپنی ضد پر قائم رہا نتیجہ جو ہوا ہوا۔ پس سمجھ لو کہ اگر تم بھی میری رائے کے خلاف چلے تو تمھارا بھی وہی حشر ہوگا جو بابک کا ہوچکا۔ میری فوجی طاقت کی خبر اور میری فوج کے نمایان کارنامے تمھارے کانون تک ضرور پہونچ چکے ہونگے۔ ایسی حالت مین اگر مین تمھاری طرف متوجہ ہوا تو میری فوج مین کوئی سپاہی بھی ایسا نہوگا جو مرنے کٹنے پر تیار نہو جائے ہان اگر ساتھ نہین دینگے تو تین۔ ایک خود عرب، دوسرے پچھم والے اور تیسرے ترک۔ میرے نزدیک عربون کی مثال کتون کی سی ہے۔ روٹی کا ٹکڑا سامنے ڈالا

اور سر کاٹ لیا پھر انکو کسی بات کی خبر نہین۔ رہگئے مغاربہ اور ترک وہ انسے بھی
بڑھے ہوے ہین۔ لہذا میرے خیال مین کوششون کا اس سے بہتر موقع نہین مل سکتا
مناسب یہ ہے کہ یکدلی اور اتفاق کو راہ دیکر دین کی زبردست نصرت کرنی چاہیے
اور مذہب کی بگڑی ہوئی حالت کو سدھار کر معراج ترقی کے اُس زینہ تک پہونچا دینا
چاہیے جسپر سلاطین عجم کے زمانہ مین تھا۔

افشین "مدعی نے بیان کیا کہ میرے بھائی نے اسکے بھائی کو خط لکھا لہذا اگر جرم
کا ثبوت ہوا تو میرے بھائی کے لیے نہ یہ کہ میرے لیے۔ جرم کا ارتکاب میرا بھائی کرے
اور مجرم مین قرار دیا جاؤن یہ کیونکر ممکن ہے"

وردان (آگے بڑھکر افشین سے خطاب کرکے) "ابھی تک آپ یہی فرما رہے ہین
کہ میرے بھائی نے خط لکھا لہذا مین مجرم کیسے قرار پا سکتا ہون۔ شاید آپکا مقصود
یہ ہے کہ مین اس جرم مین شریک نہین ہون اچھا یہ تو فرمائیے کہ اگر کسی شخص نے
آپکو، انھین مازیار صاحب کو۔ اور بابک کے وزیر اصبہبذ کو فرغانہ کے آتشخانہ مین
دولتِ اسلام کی تباہی کے متعلق بحث و مباحثہ اور معاہدہ کرتے سنا یا دیکھا ہو
تو آپ اُسکو کیونکر جھٹلا دینگے"

افشین (منھ پھیر کر) "یہ شخص میرا دشمن ہے اپنی مصلحت کی راہ مین مجکو جھٹلانا چاہتا
ہے لہذا اسکی باتین میرے لیے حجت نہین ہو سکتین"

وردان "اور اگر مین موبذ کو جسکی وصیت نامہ پر گواہی ثبت ہے بُلاؤن اور وہ بھی

وہی بیان کرے جو مین نے بیان کیا اُسوقت آپ کیا جواب دینگے"

خلیفہ "مین عنقریب موبذ کو بھی بلواتا ہی ہون"

وردان (معتصم سے خطاب کرکے) "امیر المؤمنین! اسی پر اکتفا نہین ہو بلکہ اگر اسوقت بھی کوئی شخص افشین کی خانہ تلاشی کے لیے روانہ کیا جائے تو مجوسیون کے بہت سے بُت اور تماثیل برآمد ہو سکتے ہین"

وزیر "ہمنے کل ہی منگوا لیا ہے" یہ کہکر ایک غلام کو ان بتون کے لانے کا اشارہ کیا۔ انمین لکڑی پر کھُدی ہوئی بہت سی تصویرین تھین جنمین جا بجا قیمتی پتھر جڑے ہوے تھے کانون مین بیش قیمت پتھر کے بُندے لٹک رہے تھے۔ ان کے علاوہ متعدد بُت اور مذہب مجوس کی ایک کتاب بھی تھی۔ اس وقت افشین کی یہ حالت تھی کہ کاٹو تو بدن مین خون نہین کردہ خویش آمد پیش کا مضمون تھا ناطقہ بند ہو چکا تھا دم مارنے کی گنجائش نہ تھی کیا کرتا چُپ تھا۔ اب جُرم ہر طرح ثابت ہو چکا تھا اسلیے خلیفہ معتصم باللہ نے داروغہ جیل کو حکم دیا کہ اسکو جیل خانہ واپس لیجائے اور قید سخت کی فہمائش کرتے ہوے آخر مین یہ بھی حکم دیا کہ کھانا پانی بھی بند کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مدت تک شاہانہ زندگی بسر کرنے کے بعد افشین سنہ ۲۲۶ ہجری مین جیلخانہ مین گھٹ گھٹ کر تمام ہو گیا[1]۔

اس مقدمہ کے چند روز بعد ضرغام ایک روز خلیفہ کی ملاقات کو آیا۔

(۱) ابن الاثیر صفحہ ۲۲۱ ج ۶۔

باب ۶۶

سامان کا مقدمہ

اب ہم اپنے معزز ناظرین کی توجہ اس جیل خانہ کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہین جسمین سامان قید ہے۔ سامان کی جو ابھی تک قید خانہ مین ہے بجز وردان کے جو کبھی کبھی دریافت حال اور تسلی و تشفی کے لیے آجایا کرتا ہے اور کسی کو فکر نہین ضرغام اسکو بالکل بھولا ہوا تھا۔ افشین کے معاملات جب طے پا چکے اور وہ اپنی بدکردارین کی سزا کو بھگت چکا اسکے بعد ضرغام کو سامان یاد آیا۔ ضرغام نے چاہا کہ اُسکی گذشتہ خطاؤن سے درگذر کرکے اسکو رہا کردے اسلیے ایک روز وردان سے اپنا خیال ظاہر کیا۔

وردان "اگر آپ نے اسکو رہا کیا تو گویا سمجھ لیجیے کہ اسکی جگہ مجکو قید کر دیا۔ سب سے پہلے مین اس سے چند باتین دریافت کرنا چاہتا ہون دیکھون کیا جواب دیتا ہے اسلیے کہ بعض افعال اس سے ایسے ظاہر ہوے ہین کہ میرے خیال مین انسان سے ایسے کام ہرگز نہین ہو سکتے"

ضرغام "اچھا۔ اس بارہ مین جہان سے مشورہ کرنا چاہیے۔ دیکھون وہ کیا راے دیتی ہے"

وردان "ہان مشورہ کر لیجیے"

اسکے بعد ضرغام جہان کے پاس آیا اور سامان کے بارے مین اسکی

رائے دریافت کی۔

جہان "مین نہین جانتی کہان ہے۔ اسکے بارے مین مین نے وردان سے کبھی کچھ نہین پوچھا کیونکہ اسکو بھول ہی جانا پسند کرتی ہون"

ضرغام "وہ اس وقت تک قید خانہ مین ہے۔ تمھاری رائے اسکی نسبت کیا ہے کیا کرنا چاہیے"

جہان (چند منٹ تک سکوت کرکے) "میرے خیال مین اسکو اسکے حال ہی پر چھوڑ دینا مناسب ہے۔ لیکن رہائی کے قبل مین اس سے ایک ایسا راز دریافت کرنا چاہتی ہون جسکی عرصہ سے مجکو فکر ہے مگر ابھی تک معلوم نہین ہوا ہے۔ مین یہ دریافت کرنا چاہتی ہون کہ ابا اس سے کیون خفا تھے۔ اسکے بعد جیسا ہوگا کیا جائیگا"

راز کے لفظ پر ضرغام کو اپنے نسب کا راز یاد آگیا۔ کیونکہ اس بھید کے معلوم کرنیکا اسکو بھی ایک زمانہ سے شوق تھا اکثر مان سے دریافت بھی کیا لیکن اسنے ہمیشہ یہ کہکر ٹال دیا کہ کسی دوسرے وقت بیان کرونگی۔ چنانچہ اسنے ارادہ کیا کہ سامان کے راز کے معلوم ہونے کے بعد مان سے اپنے نسب کا راز بھی ضرور پوچھے گا۔

اسکے بعد سامان کو قید خانہ سے گھر مین لائے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سامان۔ ضرغام، اسکی مان، جہان، یاقوتہ، حماد، وردان اور ہیلانہ کی موجودگی مین گھر مین داخل ہوا اور یہ مقدمہ خانگی طور پر شروع کیا گیا۔

سامان قصر ضرغام مین۔ میلے کچیلے پھٹے پرانے کپڑون اور نہایت ابتر حالت مین

داخل ہوکر حاضرین کے سامنے اُس مجرم کی طرح کھڑا ہو جسکو اپنی سزا کا یقین ہوگیا ہو
اسکی صورت اسوقت جرائم، عیوب اور بُرائیون کا آئینہ ہورہی تھی۔ سن کچھ زیادہ
نہ تھا لیکن صورت سے بُڑھاپا ٹپک رہا تھا۔ قصر کے وسط مین پہونچکر گردن جھکا کر
شرکا رمجلس کی طرف دیکھنے لگا۔ دفعتًا یاقوتہ کے چہرہ کی طرف نظر پڑی۔ یاقوتہ کی
صورت دیکھکر اسکی آنکھون سے حیرت ٹپکنے لگی۔ اسکے بعد جہان کی صورت پر نگاہین
ڈالین اور رونا شروع کردیا۔ جہان کے ساتھ اسنے جو جو بُرائیان، بدسلوکیان،
زیادتیان کی تھین انپر نظر کرتا ہوا ابھی اس حالت مین مجرم کے طور پر کھڑا ہونا اسپر
گران گذر رہا تھا۔ اس منظر نے تمام حاضرین پر گہرا اثر کیا۔ اگر اثر نہین ہوا
تو وردان پر۔

وردان سبقت کر کے "سامان ڈرو نہین۔ تم یہان کسی سزا کی غرض سے نہین
بُلائے گئے ہو اور نہ تمھارے جرم کی کوئی معقول سزا ہوسکتی ہے جو سزا بھی تجویز
کی جائے تمھارے گناہون اور جرائم کے مقابلہ مین وہ کم ہی ہوگی۔ لیکن
تمھاری سیرت مین مجکو کچھ ایسے عجیب و غریب واقعات نظر آئے جنکے سمجھنے مین میری
عقل حیران ہے۔ مین نے دیکھا کہ جب افشین نے تمکو میراث پدری سے محروم کردیا
تو کبھی تم صاحب، کی اعانت سے افشین سے انتقام لینے پر آمادہ ہوئے۔ کبھی
اسکے خلاف عمل کیا یعنی افشین کی مدد سے صاحب، سے انتقام پر کمربستہ نظر
آئے۔ کبھی اسکے خلاف کیا۔ اور کبھی اسکے سب سے زیادہ تعجب خیز امر تو یہ ہو کہ تمنے

یاقوتہ کے چہرے پر جمی ہوئی تھین۔ وردان جب اپنی تقریر کو ختم کر چکا سامان جواب مین یون گویا ہوا۔

سامان۔ ”تم مجھ سے ایسی باتون کا سبب دریافت کرنا چاہتے ہو جنکی مجکو خود بھی خبر نہین۔ مین جن جن افعالِ قبیحہ کا مرتکب ہوا اُنکی میرے سوا دوسرون کو بہت کم خبر ہے۔ اگر مجھ سے اسباب دریافت کیے جائین تو مین بجز اسکے اور کچھ نہین کہہ سکتا کہ مجھ سے ایک غلطی ہوئی۔ اُس غلطی کی اصلاح کے لیے مین نے دوسری صورت اختیار کی۔ یہ صورت پہلی صورت سے بھی زیادہ قبیح ثابت ہوئی مختصر یہ کہ مین نے ایک غلطی کی اسکی اصلاح کرنی چاہی دوسری غلطی کی اسکی اصلاح کرنی چاہی یہ تیسری غلطی ہوئی غرض تمام عمر مین انھین غلطیون مین مبتلا اور ان کی اصلاح مین کوشان رہا گویا میرے افعال غلطیون کی زنجیر تھے جنکا سلسلہ نہ ختم ہونیوالا تھا اور نہ ہوا۔“ یہ کہتے کہتے چہرہ متغیر ہو گیا اور آنکھون مین آنسو بھر آئے۔

وردان۔ (سبقت کر کے) ”وہ غلطیان کونسی اور کس قسم کی ہین؟“

یہ سنکر سامان نے یاقوتہ کی طرف نظر اُٹھائی اور دیر تک گھورتا رہا اسوقت اسکی آنکھین ناچ رہی تھین۔ دفعتاً تمام بدن مین ایسا سخت رعشہ پیدا ہو گیا کہ قریب تھا کہ گر پڑے۔

ضرغام (کانپتا دیکھکر) ”سامان! بیٹھ جاؤ اور جو کچھ کہنا ہو بیٹھے ہی کر بیان کرو۔“

سامان یہ سنکر بیٹھ گیا اور سر کو دونون ہاتھون کے حلقہ مین لے کر چیخ چیخ کر رونا

شروع کردیا۔ حاضرین نے پہلے اِن باتون کو بناوٹ سمجھا لیکن تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوگیا کہ اسوقت وہ حقیقت مین رورہا تھا چنانچہ اسوقت تک سب کے سب چپ بیٹھے رہے جبتک کہ وہ رو دھو کر خود بخود چپ نہ ہوگیا۔ اسوقت جبکہ یہ لوگ فرط حیرت سے ایک دوسرے کی صورت دیکھ رہے تھے دفعتاً سامان اُٹھا اور اپنے تئین یاقوتہ کے قدمون پر گرا دیا اور پھر رونا شروع کردیا۔ یہ رنگ دیکھکر سب کے سب ڈر گئے اور خاص کر حماد تو ایسا متوحش ہوا کہ بڑھکر اس کو یاقوتہ کے قدمون سے جدا کرنے لگا۔ بہت کوشش کی لیکن سامان کسی طرح نہ ہٹا۔

حماد "سامان! تمھاری کیا حالت ہی۔ یہ لوگ تم سے تمھاری پہلی غلطی کو دریافت کررہے ہین تم جواب کیون نہین دیتے؟"

سامان۔ (یاقوتہ کی طرف اشارہ کرتا ہوا) "میری پہلی غلطی یہین سے شروع ہوئی ہی۔۔۔۔ یہی میری پہلی غلطی ہی" اتنا کہا اور پھر رونے لگا۔

اب تو حاضرین کی یہ حالت تھی کہ صورتون سے توحش ٹپک رہا تھا قریب قریب ہر شخص کو اسکا یقین ہوگیا کہ کسی جن کا سایہ پڑ گیا ہے اور خاصکر جہان کو تو ذرا بھی شبہہ باقی نہ رہگیا تھا۔

جہان "سامان! تمنے تو سب کو حیرت مین ڈالدیا۔ یاقوتہ اور تمھاری غلطی سے کیا علاقہ ہے آخر کچھ تو بیان کرو"

سامان "ہان یہی میری پہلی غلطی ہے۔ یہ یاقوتہ نہین بلکہ شہرزاد ہی"

آفتاب (شہرزاد کا نام سنکر) "شہرزاد؟ .... شہرزاد ...... کیا یہ شہرزاد ہے؟"
یہ کہتی ہوئی یاقوتہ کی طرف مڑی اور کلیجہ سے لگا کر یون گویا ہوئی۔
آفتاب "مجکو تو اُسی وقت بڑے محبت محسوس ہوئی تھی جبکہ پہلی مرتبہ تم سے ملاقات ہوئی تھی۔
آفتاب (جہان کی طرف خطاب کرکے) "پیاری جہان شہرزاد کو تمنے پہچانا؟"
یہ سُنکر جہان سخت حیران ہوئی اور کچھ سوچ کر کہنے لگی۔
جہان "اس نام کی کسی دوسری عورت کو تو مین نہین جانتی ہان میری ایک بہن کا بھی یہی نام تھا لیکن وہ میری پیدائش سے پہلے ہی مرچکی تھی۔
آفتاب "وہ بہن یہی ہے مری نہین تھی بلکہ گم ہوگئی تھی"
مگر اصل واقعہ پر پردہ ڈالنے کی غرض سے یہ مشہور کردیا گیا تھا کہ مر گئی۔ اس راز کی جاننے والی ایک مین تھی ایک تمھارے ابا تھے اور ایک خود یہی سامان تھا جسکی وجہ سے شہرزاد گم ہوئی تھی قصہ یہ ہوا کہ ایک روز سامان شہرزاد کو جو بچہ تھی ساتھ لیکر باغ مین سیر و تفریح کے لیے گیا۔ جب واپس ہوا شہرزاد ساتھ نہ تھی جب تمھارے ابا نے پوچھا کہ شہرزاد کیا ہوئی سامان رونے لگا اور یہ کہا کہ بازاریون کے گھوڑے اُسکو اُچک لے گئے۔ کیونکہ ترکستان مین ایک جماعت ہے جو اپنے گھوڑون کو بچون کا اُچک لینا تعلیم کرتی ہے اور اس طرح بچون کو گھوڑون سے اُچکوا لیا کرتی ہے اور گھوڑے بچون کو دانتون مین دبا کرلے بھاگتے ہین اور اپنے مالک کے گھر مین پہونچا دیتے ہین۔

مین اس سے جلنے لگا والد کی حالت یہ تھی کہ اسکو روپیہ پیسہ، اچھی اچھی چیزین نفیس نفیس کپڑے اور دوسری قیمتی اشیا دیا کرتے تھے، جب کسی چیز کے لیے ہٹ کرتی فورًا منگا دیتے، جب کسی بات پر مچلتی اُسی وقت پورا کرتے۔ اور میرے ساتھ معاملہ بالکل برعکس تھا جب کبھی مین کچھ مانگتا، روپیہ پیسہ طلب کرتا ٹکا سا جواب ملتا اِس دورنگی محبت نے میری حسد کی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا۔ ایک روز مین نے سُنا کہ کچھ لوگ شہرون شہرون گھومتے اور چھوٹے بچون کو خریدتے پھرتے ہین چنانچہ ایکدن کھلائی کی آنکھ بچا کر مین اسکو باغ کی طرف لے گیا اور بچون کی خریدنے والی جماعت کے ہاتھ دو دینار پر بیچ ڈالا۔ مین دینار لے کر مکان کو واپس ہوا اور وہ لوگ شہزادی کو ساتھ لے کر اپنی راہ چلے گئے۔ جب والد نے اسکے بارے مین سوال کیا مین نے یہ کہدیا کہ مین باغ مین کھلا رہا تھا دفعتًا ایک گھوڑا آیا اور دانتون مین دبا کر لے بھاگا۔ والد نے میری باتون کی تصدیق نہین کی بلکہ سراسر جھوٹ سمجھا۔ کیونکہ بعد کو اُن کو معلوم ہو گیا کہ شہزادی گم نہین ہوئی بلکہ مین نے اُسکو بیچ ڈالا اس خبر کو معلوم کر کے تلاش و جستجو کے لیے ہر طرف آدمی روانہ کیے لیکن کہین پتہ نشان معلوم نہوا۔ کئی روز کی دوڑ دھوپ، دوا دوش کے بعد یہ لوگ بے نیلِ مرام واپس چلے آئے۔ اس واقعہ کے بعد سے ابا مجھ سے پہلے سے زیادہ نفرت کرنے لگے اور اکثر میراث سے محروم کرنے کی دھمکی بھی دیا کرتے تھے۔ اُس وقت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا دنیا میری دشمن ہو رہی تھی

اور گھر مین جو کام کیا جاتا ہی میری ذلت و رسوائی کے لیے کیا جاتا ہی۔ اس لیے میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح دولت پیدا کر کے ان ذلیل کرنے والون سے بدلہ لینا چاہیے۔ پہلی کوشش جو مین نے اس بارے مین کی وہ والد کو تحریر وصیت نامہ سے باز رکھنے کی تھی۔ لیکن اسمین ناکامیاب رہا۔ اسکے بعد اس ناکامیابی کا دفعیہ کرنا چاہا یہ میری دوسری غلطی تھی۔

غرض اسی طرح غلطیون پر غلطیان ہوتی رہین جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو شہزاد کے بقید حیات ہونے کا مجکو وہم و گمان تک نہ تھا۔ لیکن دو روز پیشتر جبکہ مین قیدخانہ مین تھا یہ معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہے اور سامرہ مین اس مکان مین ہی" یہ کہکر ایک لمبی ٹھنڈی سانس لی اور پھر سلسلۂ کلام کی طرف متوجہ ہوا۔ اسوقت اسکے چہرہ کا رنگ گہرا سرخی مائل ہو رہا تھا۔ آنکھون سے اضطراب ٹپک رہا تھا۔

ساسان نے اس واقعہ کو سنکر تم لوگون کو میرے حال پر ترس آتا ہوگا لیکن میرے حال پر ترس کھانا فضول ہی کیونکہ مین اپنے جرائم، اپنے افعال ناشایستہ پر عفو کا ہرگز طلبگار نہین اسلیے کہ جسکی زندگی غلطیون، برائیون کی ایک ایسی زنجیر ہو جس کی ایک کڑی دوسری کڑی سے ملی ہوئی ہے اسکے جرائم کا تشفی بخش اور معقول جواب تلوار کے سوا کوئی دوسری شے نہین دے سکتی"

یہ کہتے کہتے جیب سے خنجر نکالا اور فوراً سینہ مین مارتے کے ساتھ زمین پر تڑپ کر اپنے خون مین لوٹتا نظر آیا۔

اس حسرتناک منظر نے تمام حاضرین پر گہرا اثر کیا اور خاص کر عورتون پر جو اپنی رقتِ قلب کے لیے زمانہ مین مشہور ہین۔ مرد کھڑے تماشا دیکھتے رہے۔ لیکن عورتین تاب دید نہ لا سکین اسلیے فورًا اُٹھ گئین۔ سامان کی موت کا سب کو افسوس تھا۔ اور خاص کر ایسی حالت مین جبکہ اُسکے تائب ہونے کا یقین ہو چکا تھا مگر اب کیا ہو سکتا تھا ہان تجہیز و تکفین باقی رہ گئی تھی وہ کی گئی۔ یون تو اس اچانک موت کا تھوڑا بہت اثر سب پر تھا لیکن جہان سب سے زیادہ حزین و غمگین تھی۔

باب ۶۷
ضرغام کا نسب

اس اثنا مین اہلِ قصر ایک جدید قرابت کے متعلق جو جہان اور یاقوتہ کے بارے مین معلوم ہوئی تھی چرچا کرتے رہے۔ مرزبان کے متروکات دو حصون پر تقسیم کیے گئے۔ ایک حصہ جہان نے خود لیا اور ایک یاقوتہ کو دیا۔ ضرغام اور حماد مین پہلے صرف رشتۂ دوستی ہی تھا مگر اس واقعہ کے معلوم ہونے کے بعد ہم زلف بھی ہو گئے۔

خلیفہ معتصم باللہ نے جس جس سے انعام و اکرام، اعزاز و مرتبہ دینے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی پورا ہو چکا تھا۔ غرض دنیاوی لحاظ سے اب کسی ایسی بات، ایسی چیز کی کمی نہ رہی تھی جسکی تمنا کرنے کی ان کو ضرورت ہوتی۔ سب کچھ مل چکا تھا، سب کچھ پا چکے تھے اور اپنی اپنی ضرورتون سے زیادہ پا چکے تھے۔ غرض ہر طرف سے مطمئن

چین کی زندگی بسر کر رہی تھے لیکن ضرغام کے دلمین ابھی تک ایک بات کھٹک رہی تھی اور وہ کھٹک نسبی راز کے دریافت کرنے کے متعلق تھی چنانچہ ایک روز ماں سے تخلیہ مین ملکر کہنے لگا۔

ضرغام " اماں! کیا میرے حقیقت نسب کے اظہار کا وقت ابھی تک نہین آیا۔ اپنے فضل وکرم سے خداوند عالم نے اب تو بہت کچھ دیدیا کونسی نعمت، کونسی عزت ایسی باقی رہگئی ہی جو اُسنے نہین دی، اب تو بیان فرمائیے۔

آفتاب۔ ہان وقت آگیا۔ اب بیان کرنے مین مجکو عذر نہین ہے۔ اس مین شک نہین دنیا مین بہت بڑی ترقی تمکو حاصل ہوئی مگر پھر بھی جس مرتبہ کے تم واقعًا اہل تھے اُس تک ابھی تک نہین پہونچے۔

ضرغام " کیا آپ یہ کہنا چاہتی ہین کہ میرے والد مرتبہ اور درجہ کی حیثیت سے مجھ سے بڑھے ہوے تھے؟"

آفتاب " ہان یہی مقصود ہے "

ضرغام " تو کیا وہ کسی فوج کے کمانڈر تھے، کسی بادشاہ کے وزیر تھے اور اگر یہ سچ ہی تو چاہیے تھا کہ لوگ انکو جانتے ہوتے "

آفتاب " یہ تمام باتین جو تمنے بیان کین وہ اِن سب سے بڑھے ہوے تھے "

ضرغام (مبہوت ہوکر) " اب بجز اسکے کہ وہ اشرافِ قریش یا بنی ہاشم یا اولاد ابو طالب سے ہون اور کیا باقی رہ گیا "

آفتاب " وہ اِن تمام مراتب سے بدرجہا مرتبہ مین بڑھے چڑھے تھے "

ماں کے جواب پر ضرغام سر جھکا کر کچھ سوچنے لگا کیونکہ تمام مناصب جلیلہ کو وہ ایک ایک کر کے گنوا چکا تھا ہاں صرف منصبِ خلافت باقی رہ گیا تھا جسکے بارے مین سوال کرنا چاہتا تھا مگر شرم سوال کی اجازت نہین دیتی تھی۔

آفتاب (ضرغام کو شش و پنج مین دیکھکر) "بیٹا! ضرغام تم اپنے سوالات کو ختم کیون نہین کرتے؟"

ضرغام "میرے دل مین جو بات ہے اسکو کہتے ہوے مجکو شرم آتی ہے"

آفتاب "اس بات کے پوچھنے مین کہ تمھارا باپ خلیفہ تھا شرماتے کیون ہو۔ یہی پوچھنا چاہتے تھے۔ تمھارا باپ خلیفہ تھا"

ضرغام (اچنبھے مین پڑکر) "میرے والد خلیفہ تھے؟ ... یہ کیونکر ہو سکتا ہے معتصم مین مجھسے بھی چھوٹے ہین لہذا وہ ہو ہی نہین سکتے۔ رہے امین و مامون پس وہ بھی نہین ہو سکتے"

آفتاب "یہ سب تمھارے بھائی ہین"

ضرغام (دبی زبان سے) "تو کیا مین رشید کا بیٹا ہون"

آفتاب "ہان بیٹا تم رشید ہی کے فرزند ہو اور اتنی مدت مدید کے بعد یہ پہلا موقع ہے جو میری زبان سے یہ الفاظ نکلے ہین۔ آج تک مین نے یہ راز کسی سے بھی نہین بیان کیا"

ضرغام "کیا دنیا مین اس راز کو آپکے سوا کوئی دوسرا نہین جانتا؟"

آفتاب "نہ۔ میرے سوا دوسرا کوئی نہین جانتا"

ضرغام "اتنے زمانہ تک اس واقعہ کو صیغۂ راز مین رکھنا کیا معنی رکھتا ہے۔ حالانکہ

لوگون کا قاعدہ ہی کہ وہ اپنے تئین خلفار کے تابعین، مصاحبین، مخصوصین کی طرف منسوب ہونا باعثِ فخر سمجھتے ہین اور خود خلفار کی طرف منسوب ہونا تو ایک بہت بڑی بات ہے"

آفتاب ! اس واقعہ کو صیغۂ راز مین رکھنے کی معقول وجہ ہے۔ مین رشید کی لونڈیون مین ایک لونڈی تھی اور بغداد مین رہتی تھی رشید کو مجھ سے ایک خاص محبت تھی وہ میری خاطر کو بیحد عزیز رکھتا تھا۔ اب وہ رات آئی جس مین رشید نے اپنی بہن عباسہ، جعفر برمکی اور اُن کے دو لڑکے حسن اور حسین کو قتل کرا(۱) دیا۔ قتل سے فرصت پانے کے بعد اسکو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ راز طشت از بام ہوجائے لہذا جن جن لوگون نے اس قتل مین خدمتین کین تھین اُنکی بھی گردنین اُڑا دین۔ اُسوقت اہلِ قصر مین کوئی بھی ایسا نہ تھا جسکو اپنے کمرون سے باہر نکلنے کی جرأت ہوتی ہو۔ ان واقعات کی خبر پاکر ہر شخص اپنی اپنی جانون کے خوف سے چھپا بیٹھا تھا۔

مین اُسوقت بہت کم سن تھی۔ چنانچہ جی مین آیا کہ چلون اور دیکھون کہ خلیفہ اسوقت کہان ہی اور کیا کرتا ہی۔ یہ سوچکر مین اپنے کمرہ سے نکلی اور ایک ایسی جگہ آکر کھڑی ہوئی جہان سے رشید کی گفتگو صاف سن سکتی تھی۔ اپنے خیال مین مین یہ سمجھے ہوے تھی کہ ہر طرح پوشیدہ ہون اور مجھکو کوئی دیکھ نہین سکتا۔ رشید خدا اُسپر رحم کرے اپنی بیوی زبیدہ خاتون سے اِنھین واقعات کے متعلق باتین کر رہا تھا مین کھڑی سُن ہی رہی تھی کہ اتنے مین زبیدہ یہ کہتی ہوئی میری طرف بڑھی "ہارون ! آپکی لونڈیان چھپ چھپ کر ہماری باتین سُن رہی ہین" یہ سُنکر

(۱) العباسۃ اخت الرشید

مین کانپ اُٹھی اور یقین کر لیا کہ اب ضرور ماری جاؤنگی۔ قتل کا یقین ہونا تھا کہ میرے اوسان
خطا ہوگئے۔ تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا۔ قریب تھا کہ گر پڑون۔ دفعتًا رشید نے غصہ مین آواز
دی، "کون ہے" یہ کہکر مسرور کو حکم دیا کہ جو ہو میرے سامنے پکڑ لاؤ۔ چنانچہ مین رشید کے
سامنے لائی گئی۔ جب مجھپر نظر پڑی افسوس کرنے لگا کیونکہ میرے قتل کے حکم کو بدل نہین سکتا
تھا۔ میری حالت یہ تھی کہ برابر آنکھون سے آنسو جاری تھے مجکو روتا دیکھکر اسکا دل پسیج گیا
مگر چونکہ اپنے حکم کو پورا کرنا چاہتا تھا اسلیے کچھ دیر تک سر جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔
رشید" حبیبہ! (وہ مجکو اسی نام سے پکارتا تھا) تونے اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کیا۔ اگرچہ تیرا قتل
مجھپر گران گذر رہا ہی لیکن مجبور ہون اپنے حکم کو بدل نہین سکتا۔"
یہ سنکر مین نے اپنے تئین قدمون پر ڈالدیا اور اتنا روئی کہ آنسوؤن سے اُسکے پاؤن
تر ہوگئے۔ اُس زمانہ مین تم پیٹ مین تھے چنانچہ مین نے رو رو کر یہ کہا کہ میری جوانی پر
بلکہ اس بچے پر جو میرے پیٹ مین ہی رحم کرو۔"
رشید" اچھا جاؤ تمھاری جان بخشے دیتا ہون لیکن اس وقت سے تمھاری صورت دیکھنا یا
تمھارا نام سننا نہین چاہتا۔" یہ کہکر مسرور کو آواز دی اور حکم دیا کہ میرے زاد راہ کا سامان کر دے
اور جس شہر مین یہ اقامت پسند کرے وہان بھجوا دے۔ یہ سنکر مین نے فرغانہ کو پسند کیا اسلیے
کہ اُسکو مین پہلے سے جانتی تھی اسکے بعد رشید مجھ سے کہنے لگا۔
رشید" حبیبہ! دیکھو ان تعلقات کا جو تمکو اس قصر سے تھا یا میرے تعلقات کا ہرگز کسی سے
تذکرہ نہ کرنا۔ ہان اور اگر تمھارے بطن سے لڑکا پیدا ہو تو اُس سے نسب کو ہمیشہ پوشیدہ رکھنا۔

اگر تمنے میرے قول کی مخالفت کی اور اس بچے یا کسی سے یہ تمام واقعات بیان کیے تو سمجھ لو کہ نتیجہ دونون کے حق مین اچھا نہو گا۔ اگر زبیدہ کو یہ معلوم ہوجائے کہ مین نے تمھاری جان بخش دی تو مجکو مجبور کرکے قتل کرائے بغیر ہرگز نہ چھوڑے۔“ یہ کہکر وہان سے چلا گیا۔ اسکے بعد مین اُسی اندھیری رات مین مسرور کے ساتھ بغداد سے باہر آئی۔ مسرور نے سواری بار برداری کے جانورون کا پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا چنانچہ اتنا روپیہ پیسہ، دولت و مال، جواہرات وغیرہ دے کر جو برسون کے لیے کافی ہوسکے اُسنے مجکو رخصت کردیا۔ بغداد سے روانگی کے بعد ایک زمانہ طویل مجکو راستہ مین گذرا اور تم اثنا راہ ہی مین پیدا ہوے۔ چلتے چلتے مدت کے بعد مین فرغانہ پہونچی اور وہین قیام اختیار کیا۔ چند روز مین مرزبان اور اُس کے خاندان سے جان پہچان ہوگئی۔ بہت سے لوگون نے مجھ سے شادی کی درخواستین بھی، لیکن مین نے تمھاری تربیت کے خیال سے سب کو انکاری جواب دیا اور اپنے راز کو چھپائے رہی۔ تمکو یاد ہوگا تم عراق آنے کے بارے مین بار بار اصرار کرتے تھے اور مین تمھاری مخالفت کرتی تھی۔ جب رشید مرگیا مجکو زبیدہ کا ڈر تھا۔ یہانتک کہ جب وہ بھی مرچکی اور کسی کا ڈر باقی نہ رہگیا تو مین تمھارے عراق آنے پر راضی ہوئی اسکے آگے تمکو سب معلوم ہی ہے۔“

آفتاب یہ واقعات بیان کررہی تھی اور ضرغام حیرت کے عالم مین بیٹھا ہوا سُن رہا تھا۔ جب آفتاب اپنی تقریر کو ختم کرچکی تو ضرغام کہنے لگا۔

ضرغام ”تو مین معتصم کا بھائی ہون“

آفتاب ”ہان تم اسکے بھائی ہو اگر اُسکو معلوم ہوجائے تو اور بھی تمھاری عزت کرے“